Postal Reg. No: PB/1023/2000

1504. Er. M. Salam, Deputy Chief (Engg.), R.E.C. Project Office,

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

جلد 49 وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ شمارہ 22

ہفت روزہ

بدر

قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر

منیر احمد خادم

نائبین

قریشی محمد فضل اللہ

منصور احمد

شرح چندہ

سالانہ 200 روپے

بیرونی ممالک

بذریعہ ہوائی ڈاک

20 پونڈ یا 40 ڈالر

امریکن۔ بذریعہ

بحری ڈاک

10 پونڈ

27 رصفر 1421 ہجری یکم احسان 1379 ہش یکم جون 2000ء

لندن۔ 20 رمئی 2000 (ایم ٹی اے انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

حضور نے کل مسجد فضل میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور احباب کو دعاؤں کی اہمیت پر توجہ دلاتے ہوئے بکثرت دعائیں کرنے کی تحریک فرمائی۔

پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب کرام دعائیں جاری رکھیں۔ اللھم اید امامنا بروح القدس وبارك لنا فی عمرہ وامرہ۔

سچا مذہب ضرور اس بات کا حاجتمند ہے کہ اسمیں کوئی ایسی معجزانہ خاصیت ہو کہ جو دوسرے مذہب میں وہ نہ پائی جائے اور سچا راستباز ضرور اس بات کا حاجتمند ہے کہ کچھ ایسی معجزانہ تائیدات الٰہیہ اس کے شامل حال ہوں کہ جن کی نظیر غیروں میں ہرگز نہ مل سکے

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہمارے اسقدر بیان سے ثابت ہو گیا کہ سچا مذہب ضرور اس بات کا حاجتمند ہے کہ اُسمیں کوئی ایسی معجزانہ خاصیت ہو کہ جو دوسرے مذہب میں وہ نہ پائی جائے اور سچا راستباز ضرور اس بات کا حاجتمند ہے کہ کچھ ایسی معجزانہ تائیدات الٰہیہ اُسکے شامل حال ہوں کہ جن کی نظیر غیروں میں ہرگز نہ مل سکے تا انسان ضعیف البنیان جو ادنےٰ ادنیٰ شبہ سے ٹھوکر کھاتا ہے دولتِ قبول سے محروم نہ رہے سو چکر دیکھو کہ جس حالت میں انسانوں کی غفلت اور وہم پرستی کی یہ حالت ہے کہ باوجودیکہ خدا کے سچے ماموروں سے صدہا نشان ظاہر ہوتے ہیں اور ہر ایک پہلو سے خدا ان کی مدد فرماتا ہے پھر بھی وہ اپنی بدبختی سے شبہات میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور ہزارہا نشانوں سے کچھ بھی فائدہ نہ اٹھا کر طرح طرح کی بدگمانیوں میں پڑ جاتے ہیں تو پھر اس صورت میں ان کا کیا حال ہو تا کہ ایک مامور من اللہ کیلئے آسمان سے کوئی امتیازی نشان نہ ملتا۔ صرف خشک زہد اور ظاہری عبادت کے دکھلانے پر مدار ہوتا اور اسطرح بدگمانیوں کا دروازہ بھی کھلا ہوتا۔ پس خدا جو کریم و رحیم ہے اس نے نہ چاہا کہ اس کے ایک مقبول مذہب یا ایک مقبول بندہ سے انکار کر کے دنیا میں ہلاک ہو جائے۔ پس اُس نے سچے مذہب پر دائمی نشانوں کی مہر لگا دی اور سچے راستباز کو اپنے خارق عادت کاموں کے ساتھ قبولیت کا نشان عطا فرمایا۔ سچ تو یہ ہے کہ خدا نے مقبول مذہب اور مقبول بندہ کو امتیازی نشان عطا کرنے میں کوئی بھی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ اور سورج سے زیادہ ان کو چمکا کر دکھلا دیا اور وہ کام ان کی تائید میں دکھلائے کہ جن کی نظیر دنیا میں دیکھنے سننے میں نہیں آتی۔ خدا برحق ہے لیکن اس کا چہرہ دیکھنے کا آئینہ وہ منہ ہیں جن پر اس کے عشق کی بارشیں ہوئیں جن کے ساتھ خدا ایسا ہمکلام ہوا کہ جیسے ایک دوست دوست سے وہ غلبہ محبت سے دوئی کے نقش کو مٹا کر توحید کی کامل حقیقت تک پہنچے کیونکہ توحید صرف یہی نہیں ہے کہ الگ رہ کر خدا کو ایک جاننا۔ اس توحید کا تو شیطان بھی قائل ہے بلکہ ساتھ اس کے یہ بھی ضروری ہے کہ عملی رنگ میں یعنی محبت کے کامل جوش سے اپنی ہستی کو محو کر کے خدا کی وحدت کو اپنے پر وارد کر لینا یہی کامل توحید ہے جو مدار نجات ہے جس کو اہل اللہ پاتے ہیں۔ پس یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ خدا اُن میں اترتا ہے کیونکہ خلام اپنے تئیں بالطبع پر کرنا چاہتا ہے لیکن وہ اترتا جسمانی طور سے نہیں ہے بلکہ اس طور سے ہے جو کیف اور کم سے بلند تر ہے۔ غرض خدا کی خاص تجلی سے حقیقی راستبازوں میں وہ برکتیں پیدا ہو جاتی ہیں جو خدا میں ہیں۔ اور ان کی زندگی معجزانہ زندگی ہو جاتی ہے۔ وہ بدلائے جاتے ہیں۔ اور اُن کا وجود ایک نیا وجود ہو جاتا ہے جس کو دُنیا دیکھ نہیں سکتی۔ پر سعید لوگ اُس کے آثار کو دیکھتے ہیں۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 50 تا 51)

رمضان المبارک 1999-2000 میں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ کے درس القرآن کا خلاصہ

ہر قوم کیلئے ایک نصب العین مقرر کر دیا گیا ہے اور تمہارے لئے نصب العین یہ ہے کہ ایک دوسرے سے نیکیوں میں سبقت لے جاؤ

یہ نصب العین کسی دوسری مذہبی کتاب میں نہیں پایا جاتا اور صرف قرآن کریم کی خصوصیت ہے

(درس القرآن مورخہ 18-19 دسمبر 99 (پانچویں قسط))

18 دسمبر 1999ء بروز ہفتہ: آیت نمبر ۴۱ "اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ"۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی ملکیت کا ذکر فرمایا ہے جو کچھ ان کے درمیان ہے (وَمَا بَيْنَهُمَا) کا ذکر نہیں فرمایا۔ یہ اس لئے ہے کہ یہاں چونکہ سزا کا ذکر ہو رہا ہے اس لئے اس تعلق کی وجہ سے یہاں فرمایا گیا ہے کہ وہ آسمانوں اور زمین کا مالک ہے۔ لیکن جہاں جہاں، قرآن کریم میں وَمَا بَيْنَهُمَا کا ذکر پایا جاتا ہے، وہاں اعجاز پایا جاتا ہے اور اس میں خدا تعالیٰ کی صداقت کے زبردست نشان پائے جاتے ہیں۔

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ حضور نے فرمایا کہ بعض معترضین کہہ دیا کرتے ہیں کہ اگر خدا ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے تو کیا وہ اپنے آپ کو بھی مار سکتا ہے؟ اسی طرح جسے چاہے بخش دے اور جسے چاہے سزا دے۔ بظاہر یہ اشاعرہ کا نظریہ لگتا ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے واضح فرمایا ہے کہ دراصل مطلب یہ ہے کہ "اور اللہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے، دائمی قدرت رکھتا ہے"۔ گویا اس طرح شَيْءٍ کا لفظ اس کو حل کرتا ہے اور تمام غلط اعتراضات ردّ ہو جاتے ہیں۔

آیت نمبر ۴۲: "يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ ...."۔ حضور نے فرمایا کہ یہاں بنیادی طور پر ان منافقین کا ذکر ہے جو یہود سے مسلمان ہوئے۔ انہوں نے اسرائیلیات یعنی ایسی روایات جو اسرائیل میں مشہور تھیں جن کا ذکر قرآن کریم میں نہیں انہیں ذکر کر کے اسلام کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔

يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ۔ حضور انور نے یہود کی تلبیس اور تحریف کلمات کی مثال کے طور پر مسند احمد بن حنبل سے براء بن عازب کی روایت پیش فرمائی (اور فرمایا کہ دراصل جب ان کے امراء قصوروار ہوتے تھے تو انہیں کم سزا دی جاتی تھی اور جب ان کے غرباء قصور کرتے تھے تو انہیں سخت سزائیں دی جاتی تھیں)۔ "آنحضرت ﷺ کے قریب سے ایک یہودی کو جس کا منہ کالا کیا گیا تھا اور جسے کوڑے لگائے گئے تھے یہود لے کر گزرے۔ آپؐ نے ان کو بلایا اور دریافت فرمایا۔ کیا آپ کی کتاب میں زنا کی یہی حد ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ راوی کہتا ہے اس پر آپ نے ان کے علماء میں سے ایک آدمی کو بلا بھیجا۔ وہ حاضر ہوا تو فرمایا۔ میں تجھے اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ پر تورات نازل کی تھی کیا تم اپنی کتاب میں یہی حدِ زنا پاتے ہو؟ اس پر اس نے کہا بخدا ایسا نہیں ہے۔ اگر آپ مجھے یہ قسم نہ دیتے تو میں آپ کو ہرگز نہ بتاتا۔ ہماری کتاب میں زنا کی حد رجم ہے۔ مگر ہمارے بڑے لوگوں میں زنا بہت زیادہ ہو گیا تھا۔ جب ہم کسی امیر آدمی کو اس کا مرتکب پاتے تو اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کسی کمزور آدمی کو پکڑتے تو اس پر حد نافذ کر دیتے تھے۔

باقی 7 صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

غُنڈہ گردی اور وہ بھی مسجد میں!

(۲)

(تسلسل کیلئے دیکھیں شمارہ 11 مئی 2000)

گزشتہ گفتگو میں ہم لدھیانہ کے احراری ملاؤں کی طرف سے تحفظ ختم نبوت کے نام پر محترم مولانا عبد الرحیم صاحب شہید مرحوم کی شہادت کاذکر کرتے ہوئے بتارہے تھے کہ احراریوں نے اپنی مسجد میں موجود "دینی مدرسہ" کے طلبا کے ذریعہ جماعت کے کچھ افراد پر جو مسجد میں احراریوں کی طرف سے ہی اغوا کردہ معلم کو تلاش کرنے گئے تھے نہ صرف یہ کہ بری طرح تشدد کیا بلکہ اس کے نتیجہ میں ان کے ہاتھوں ایک قتل بھی ہو گیا۔ یہ وہی مسجد ہے جہاں انہوں نے "آل انڈیا تحفظ ختم نبوت" کا دفتر بھی بنایا ہوا ہے اور جن کے نزدیک تحفظ ختم نبوت کا مطلب صرف اور صرف مار دھاڑ تشدد اور قتل وغارت ہے۔

اس المناک واقعہ کے بعد اپنے کئے پر پردہ ڈالنے کیلئے جو کوششیں انہوں نے کیں اور جس رنگ میں جھوٹ پر جھوٹ کا سہارا الیاوہ دوسروں کو کافر کہنے والے ان "دینی ملاؤں کی" دینی غیرت کی عجیب حیرت انگیز داستان ہے۔

جب انہوں نے جماعت کے افراد پر بری طرح مار پیٹ اور تشدد کر لیا تو اس کے بعد انجام سے بچنے کیلئے ان مظلومین کے ہاتھوں میں مبینہ طور پر تلواریں پکڑادیں تاکہ یہ ظاہر ہو کہ یہ جامع مسجد میں امام پر حملہ کرنے اور اُسے قتل کرنے کیلئے آئے تھے۔ اسی طرح جب مولانا عبد الرحیم صاحب شہید کے متعلق انہوں نے دیکھا کہ ان کی حالت غیر ہوتی جارہی ہے تو بعض اخباری نمائندوں کو بلا کر یہ جھوٹی کہانی سنائی گئی کہ قادیانی مولوی حبیب الرحمٰن پر حملہ آور ہوئے تھے لہٰذا مدرسہ کے طلباء نے حملہ آوروں کو پکڑ کر پولیس کے حوالہ کر دیا ہے پہلے تو اخباری نمائندے ان کی چال سمجھ نہیں سکے اور اگلے روز کی اخباری رپورٹنگ میں اخباروں نے وہی بیان دے دیا جو احراری مدرسہ کے منتظمین بالخصوص حبیب الرحمٰن اور اس کے بیٹے عثمان نے انہیں بتایا تھا (یادرہے کہ عثمان خود بھی پہلے اخبار ہند سماچار کیلئے رپورٹنگ کرتا تھا) اور یہی بات انہوں نے پولیس انتظامیہ کو بھی بتائی۔ لیکن بعد میں جب اخباری نمائندوں اور پولیس انتظامیہ کو اصل حقیقت کا پتہ چلا تو پھر بعض اخبارات نے بہت حد تک صحیح رپورٹنگ کی کوشش کی ہے اور پولیس نے بھی ان کے خلاف قتل کے مقدمات درج کئے۔

دیوبند کی ساری کریم چونکہ جھوٹ اور دھوکہ دہی میں مولوی حبیب الرحمٰن کے ساتھ ہے اس لئے دیوبندی ملاں بعض اردو اخبارات میں جو بیان بازی کر رہے ہیں وہ ہم ذیل میں نقل کرتے ہیں جس سے صاف معلوم ہو جائے گا کہ وہ اپنے پیرو مرشد رشید گنگوہی کے کس قدر فرمانبردار ہیں جس نے انہیں احیائے حق" کی خاطر جھوٹ بولنے کی کھلی چھٹی دے رکھی ہے اس سلسلہ میں دار العلوم دیوبند کے مہتمم اور کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ کا مشترکہ بیان ملاحظہ فرمائیں۔

"لدھیانہ کی جامع مسجد کے شاہی امام مولانا حبیب الرحمٰن ثانی پر ہوئے پے درپے قاتلانہ حملوں اور اس کے پس منظر میں پولیس انتظامیہ کی جانب سے حملہ آوروں کو ملنے والی حمایت اور پشت پناہی کے مسئلہ پر یہاں کے علماء میں شدید ردعمل پایا جارہا ہے۔

اس سلسلہ میں دار العلوم دیوبند کے مہتمم مولانا مرغوب الرحمٰن اور کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ مولانا مفتی سعید احمد پالنپوری نے آج مذمتی بیانات جاری کئے پریس نوٹ میں کہا گیا کہ ایک اسلحہ بردار قادیانی گروہ نے جس انداز میں لدھیانہ کی جامع مسجد کے شاہی امام مولانا حبیب الرحمٰن ثانی پر جان لیوا حملہ کیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ لوگ ریاست پنجاب میں بدامنی اور فرقہ واریت کے فروغ کی گہری سازشیں رچ رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں پولیس کے جانبدارانہ کردار اور امتیازی سلوک کی مذمت کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ معتبر ذرائع کا کہنا ہے کہ عبد الرحیم قادیانی مسلح افراد کی قیادت کر رہا تھا جس کو رنگے ہاتھوں گرفتار کر کے پولیس کے حوالے کر دیا گیا پولیس نے اس کو اسقدر مارا کہ اس کی موت واقع ہو گئی لیکن پولیس اس کی موت کو اپنی حراست میں نہیں دکھا سکتی اس لئے اس قتل کا الزام اپنے بجائے شاہی امام کے اہل خانہ پر ڈال رہی ہے پولیس کی یہ کارروائی خود اسی سازش کا ایک حصہ محسوس ہوتی ہے۔

یادرہے کہ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رد قادیانیت کے پیشواؤں میں تھے اور اب ان کے پوتے مولانا حبیب الرحمٰن ثانی شاہی امام جامع مسجد شہر لدھیانہ ریاستی سطح پر اپنے دادا کے نقش قدم پر چل رہے ہیں اسی لئے قادیانی ان کو اپنے تراشیدہ مذہب کی اشاعت و توسیع میں سب سے بڑی رکاوٹ اور اپنے مشن کا دشمن سمجھتے ہیں کہا جاتا ہے کہ اسی لئے ان پر قادیانیوں کی جانب سے کئی بار قاتلانہ حملے ہو چکے ہیں۔ گذشتہ دنوں 15 اپریل کے بارے میں اطلاعات ہیں کہ بعد نماز عصر مغرب کے وقت مولانا حبیب الرحمٰن ثانی مسجد میں وعظ و نصیحت میں مصروف تھے تبھی کچھ لوگوں نے جو ہتھیاروں سے لیس تھے مسجد پر ہلہ بول دیا مسجد میں موجود ان کے مقتدیوں اور معتقدین نے کسی طرح سے حملہ آوروں کو قبضے میں کر لیا اس حملے میں مولانا کی جان بال بال بچی حملہ آوروں کو پولیس کے حوالے کر دیا گیا۔ ذرائع کہتے ہیں کہ لدھیانہ ڈویژن نمبر 2 کی پولیس نے ان لوگوں کو اتنا مارا کہ اس اسلحہ بردار گروہ کا سربراہ عبد الرحیم قادیانی پولیس تشدد کی تاب نہ لا کر دم توڑ گیا۔ پھر پولیس نے اپنا پرانا فارمولہ استعمال کرتے ہوئے اس کی موت کا ذمہ دار مولانا کے لڑکے ان کے بھائی اور ساتھیوں کو گردانتے ہوئے ان کے خلاف دفعہ 302 کا کیس درج کر کے انہیں (تین کو) گرفتار کر لیا۔" (سازد کن ۲۰/اپریل ۲۰۰۰ء)

دیوبند کی کریم کا یہ بیان جو اپنے سابقہ طریق کے مطابق جھوٹ کی غلاظت سے بھرپور ہے قارئین ملاحظہ فرما چکے ہیں اس واقعہ قتل وغارت اور غنڈہ گردی کا جو خلاصہ نکلتا ہے پہلے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

۱۔ دیوبندی اور احراری ملاؤں کے نزدیک قادیانی مرتد ہیں۔

۲۔ اور ان کے نزدیک مرتد کی سزا اسلام کی روشنی میں قتل ہے۔

۳۔ ان کا کہنا ہے کہ سانپ اور قادیانی اگر اکٹھے مل جائیں تو سانپ سے پہلے قادیانی کو مارا جائے اور ان کے نزدیک اسلام کی یہی سنہری تعلیم ہے۔

۴۔ ان کے نزدیک قادیانی کافر ہیں اور کافر سے جہاد کرنا بہت بڑا ثواب ہے۔

۵۔ اور اگر اس جہاد میں قادیانی مرجائے تو مارنے والا "مجاہد" اور خدا کے حضور میں ثواب عظیم کا مستحق ہوتا ہے۔ اور اگر مجاہد خود مارا جائے تو "جنت" کا مستحق ہوتا ہے۔ دیوبندیوں اور احراریوں کے مذکورہ عقائد و نظریات کا مطلب یہ ہے کہ ان کے نزدیک مذکورہ سب کام وہ اللہ کے حکم سے بجالاتے ہیں اور اللہ کے حکم سے جنت کے طالب ہیں سوال یہ ہے کہ اگر یہ سب کام خدا کو خوش کرنے کیلئے ہیں اور حصول جنت ان کا مقصد ہے تو پھر قتل وغارت کے جہاد کے بعد یہ پولیس یا انتظامیہ کے خوف سے خدا کی خوشنودی کے ان کاموں پر پردہ کیوں ڈالتے ہیں اگر مجاہد بننے کی اور جنت کی اتنی ہی خواہش ہے تو یہ سب باتیں کتابوں کے صفحات تک کیوں محدود ہیں اور پھر اس کیلئے کمینے لوگوں کی طرح چھپ کر کیوں حملہ کیا جاتا ہے اور کیوں پولیس انتظامیہ یا عام پبلک سے اپنی باتیں چھپائی جاتی ہیں۔ آخر اس منافقت کا مطلب کیا ہے کیوں "رضائے الٰہی" کے اس کام کے بعد یہ لوگ ذہنی الجھن کا شکار ہو کر اپنے بدانجام سے بچنے کیلئے (جسکو یہ لوگ جنت کہتے ہیں) جھوٹ اور دھوکہ دہی کا سہارا لیتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ خود ان لوگوں کا اپنا ضمیر مطمئن نہیں ہے ان لوگوں کا ضمیر ان کو اندر سے یہ تعلیم دے رہا ہوتا ہے کہ یہ اسلامی کام نہیں ہیں اور نہ ہی یہ کوئی جہاد ہے اور اس کام سے ہرگز جنت نصیب نہیں ہوتی یہی وجہ ہے کہ بدانجامی سے بچنے کیلئے اپنے مجاہدانہ کاموں کو جھوٹ اور دھوکے کے غلافوں میں لپیٹتے ہیں اور اسی کا نام منافقت ہے اور منافقوں کیلئے اللہ نے اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے کہ جنت تو بہت دور کی بات ہے منافق جہنم کی انتہائی گہرائی میں ہوں گے پس تم لوگ اپنے اس مفروضہ جہاد اور جنت سے خدا کی خوشنودی نہیں بلکہ جہنم کی آگ خریدتے ہو۔

ہم عرض کر رہے تھے کہ لدھیانہ کا احراری ملاں کافی عرصہ سے اپنی مسجد میں قائم مدرسہ کے طلبا کو قتل وغارت اور تشدد کیلئے تیار کر رہا تھا بالآخر اس نے وہ احراری جہاد کر ہی دیا جس کیلئے کافی عرصہ سے نہایت بے باقی کے ساتھ وہ تیاریوں میں مصروف تھا اور پھر مجاہد بن کر کس طرح اس نے لومڑی کی طرح بزدل اور چالباز بن کر اپنے جہاد کو جھوٹ اور دھوکے کے ذریعہ اہل دنیا سے نہ صرف چھپانے کی کوشش کی بلکہ اس جہاد کی ذمہ داری احمدیوں کے سر پر ڈال دی جبکہ ایک دنیا جانتی ہے کہ احمدی اس قسم کی بدحرکت کو جہاد نہیں بلکہ کمینگی کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

اب ہم انصاف پسندوں سے عرض کرنا چاہتے ہیں کہ لدھیانہ کی جامع مسجد میں احمدیوں پر جس رنگ میں منظم طریق سے تشدد کیا گیا ہے وہ دراصل عام طلباء کا کام نہیں بلکہ پیشہ ور مجرموں کا کام ہے کہ ایک منظم طریقہ سے پہلے رسیوں کے ساتھ اپنے مدمقابل کے ہاتھ پیچھے سے باندھیں اور پھر اس رسی کو روشن دانوں سے باندھ دیا جائے اور موقع پر وہاں لوہے کے راڈ اور ڈنڈے موجود ہوں اور پھر ایسی ٹریننگ کہ مدمقابل کو اس رنگ میں مارو کہ خون نہ بہے صرف اندرونی چوٹیں لگیں۔ موقع پر جیسا کہ اخبارات میں مذکور ہے ہیٹر کے ذریعہ جسموں کو جلایا جائے کیا یہ کام کسی دینی مدرسہ کے طلباء کا ہے یا پیشہ ور مجرم ایسے طور طریق اپناتے ہیں پھر ساتھ ہی دینی مدرسہ کے طلباء کو یہ ٹریننگ بھی دی گئی ہے کہ پولیس سے بچنے کیلئے مدمقابل کے ہاتھوں میں تلواریں چھرے پکڑا دئے جائیں تاکہ مظلوم کو ظالم ثابت کر دیا جائے۔

پھر ساتھ ہی فوری طور پر ان کے ذہنوں میں یہ جھوٹ بھی ڈال دیا جاتا ہے کہ "حضرت مولانا" وعظ فرما رہے تھے اور اُن پر اچانک قاتلانہ حملہ کر دیا گیا اور مدرسہ کے ہونہار بچوں نے اُن کو بچالیا۔

یہی وہ مسجد اور علماء ہیں جن کے متعلق آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے کہ مَسَاجِدُهُم عَامِرَةٌ وَهِيَ خَرَابٌ مِنَ الهُدٰى امام مہدی کے زمانہ کی علامات میں سے ایک علامت یہ ہے کہ ان کی مساجد بظاہر تو آباد ہونگی نمازیں ہوں گی طلبا بہت ہوں گے لیکن ہدایت کے اعتبار سے ویران ہوں گی اور ان کے علماء

باقی صفحہ (11) پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

دو شفاؤں شہد اور قرآن کو تھامے رکھو

مومن کی مثال شہد کی مکھی کی طرح ہے۔ وہ پاک چیز ہی کھاتی ہے اور پاک چیز ہی مہیا کرتی ہے

شہد کی مکھی کے نظام کا نظامِ خلافت سے بھی تعلق ہے۔ ایک مرکزی وجود کا حکم ماننا اور اس سے وابستہ رہنا۔ شہد کی مکھی اکیلی زندہ نہیں رہ سکتی اس لئے چھتہ ہونا لازمی ہے۔ اسی طرح مومن بھی کبھی اکیلا نہیں رہ سکتا۔

شہد کے متعلق مزید تحقیق کے لئے احمدیوں کو خاص طور پر توجہ کرنی چاہئے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۳۱؍مارچ ۲۰۰۰ء بمطابق ۳۱؍امان ۱۳۷۹ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -
الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -
اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿وَاَوْحٰی رَبُّكَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّ مِنَ الشَّجَرِ وَ مِمَّا یَعْرِشُوْنَ. ثُمَّ كُلِیْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِیْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا. یَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ . اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ﴾۔

(سورۃ النحل آیات ۶۹۔۷۰)

پچھلے دنوں کچھ ایسے خطوط ملتے رہے ہیں جن کے نتیجے میں آج شہد کی مکھی اور اس کے معجزات کے تعلق میں جو خدا تعالیٰ نے اس میں وحی کئے، ان کے متعلق کچھ بیان کروں گا۔ اس کا بہت گہرا تعلق نظام خلافت سے بھی ہے اور غالباً لکھنے والوں نے یہی وجہ ہے کہ مجھے متوجہ کیا کہ دیر ہوگئی اس مضمون پر خطبہ نہیں دیا گیا اس لئے اب اس کو بھی اگرچہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے مگر دوبارہ یاد دہانی کے لئے دوستوں کے سامنے بیان کیا جائے۔

جو آیات کریمہ میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں ان کا ترجمہ یہ ہے اور تیرے ربّ نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی کہ پہاڑوں میں بھی اور درختوں میں بھی اور ان (بیلوں) میں جو وہ اونچے سہاروں پر چڑھاتے ہیں گھر بنا۔ پھر ہر قسم کے پھلوں میں سے کھا اور اپنے ربّ کے رستوں پر عاجزی کرتے ہوئے چل۔ ان کے پیٹوں میں سے ایسا مشروب نکلتا ہے جس کے رنگ مختلف ہیں اور اس میں انسانوں کے لئے ایک بڑی شفا ہے۔ یقیناً اس میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے بہت بڑا نشان ہے۔

اس تعلق میں سب سے پہلے تو میں چند احادیث آپ کے سامنے رکھتا ہوں اس کے بعد پھر مزید اس مضمون پر سائنسی لحاظ سے جو مختلف لوگوں نے تحقیق کی ہے اس کے متعلق کچھ بیان کروں گا۔ مسند احمد بن حنبل میں یہ روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے (ﷺ) یقیناً ایک مومن کی مثال شہد کی مکھی کی طرح ہے۔ وہ پاک چیز ہی کھاتی ہے اور پاک چیز ہی مہیا کرتی ہے۔

(مسند احمد بن حنبل مسند المکثیرین من الصحابۃ)

ایک اور حدیث سنن ابن ماجہ میں یوں بیان ہوئی ہے، بخاری میں بھی یہی حدیث ہے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو شفاؤں، شہد اور قرآن کو مضبوطی سے تھامے رکھو۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الطب۔ بخاری کتاب الطب باب العسل)

شہد کی شفا اکثر بدنی ہے اور قرآن کی شفا اکثر روحانی ہے اور بدنی شفا کے ساتھ شہد ایک قسم کی روحانی شفا بھی عطا کرتا ہے لیکن غور و فکر کرنے والوں کے لئے۔ تو اس میں دو باتیں ہیں جن کو مضبوطی سے تھام لو۔ قرآن کریم میں تمام روحانی بیماریوں کی شفا موجود ہے۔ اور شہد میں اگر تحقیق کی جائے اور اس کے سارے پہلوؤں پر غور سے نظر ڈالی جائے تو ہر قسم کی بدنی بیماریوں کی شفا موجود ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں بخاری کتاب الاطعمہ میں کہ آنحضرت ﷺ میٹھی چیز پسند فرماتے تھے اور خصوصیت سے شہد کو پسند فرماتے تھے۔

بخاری کتاب الطب میں یہ روایت درج ہے کہ حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے بھائی کو اسہال کی تکلیف ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اُسے شہد پلاؤ۔ اس نے شہد پلایا۔ پھر آکر کہنے لگا: یا رسول اللہ! مَیں نے اُسے شہد پلایا ہے مگر اس کے اسہال میں اور بھی اضافہ ہو گیا ہے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: اُسے شہد پلاؤ۔ اُس نے پھر اُسے شہد پلایا اور پھر واپس آکر کہنے لگا: میں نے اُسے شہد پلایا ہے مگر اُس نے تو اُس کے اسہال میں اور اضافہ کر دیا ہے۔ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے سچ فرمایا ہے مگر تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹ کہتا ہے۔ جا اور اسے اور شہد پلا۔ اس پر اُس نے اُسے مزید شہد پلایا اور وہ ٹھیک ہو گیا۔

(بخاری و ترمذی کتاب الطب)

اب اس میں قابل غور بات یہ ہے کہ شہد سے بہت سی چیزوں کا علاج ممکن ہے مگر یہ ضروری نہیں کہ ہر شہد ہر بیماری کا علاج کر سکے۔ اس کے متعلق بہت سی تحقیقات شائع ہو چکی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے جیسا کہ قرآن کریم نے ارشاد فرمایا ہے اس کے رنگ مختلف ہیں اور وہ پھول مختلف ہیں جن سے وہ رس چوستی ہے اور وہ علاقے مختلف ہیں جن جگہوں پہ وہ پھول ملتے ہیں اور پھر ان علاقوں کی اپنی اپنی تاثیرات اور موسم ہیں جن کا ان پھولوں پر اثر پڑتا ہے یا ان پھلوں پر اثر پڑتا ہے جن سے شہد کی مکھی رس چوستی ہے۔ تو ایک بہت ہی وسیع مضمون ہے اتنا کہ پوری کائنات سمائی ہوئی ہے اس مضمون میں۔ تو قرآن کریم کی یہ دو آیات جن کی میں نے تلاوت کی ہے ان میں مضامین بہت وسیع ہیں۔

وحكى النَّقاش عن ابی وجُرة انه كان يكتحل بالعسل۔ اس پوری حدیث کا ترجمہ یہ ہے نقاش ابی وجرہ کے بارہ میں بیان کرتے ہیں کہ ابی وجلہ شہد کو بطور سرمہ آنکھوں میں استعمال کرتے تھے۔ یہاں ابی وجرہ کے متعلق صحابی ہونے کا ذکر نہیں ملتا مگر اس روایت کے بعد ایک صحابی کی روایت بھی ہے جو عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب آپ بیمار ہوئے تو انہوں نے کہا کہ میرے پاس پانی لاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا۔

{مُبٰرَكًا کے وقف سے متعلق حضور انور نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا}: کیونکہ بعض قراء بہت زور دیتے ہیں اس بات [illegible] آخر لفظ پڑھا جائے تو تنوین

نہیں پڑھنی تو قرّاء نے اس بارہ میں بہت ہی پیچ دار مسائل بنا لئے ہیں جن کا احادیث میں کوئی ذکر نہیں ملتا اور عربوں کا دستور ہے تلاوت کرنے کا اس میں بہتر یہی ہے کہ جو قرّاء کہتے ہیں جہاں رکا جائے وہاں رک جانا چاہئے، جہاں تنوین نہیں پڑھنی چاہئے وہاں نہیں پڑھنی چاہئے مگر اس پر بہت زیادہ زور دینا بھی جائز نہیں کیونکہ بسا اوقات ایک قرآن پڑھنے والا معانی پر غور کر رہا ہوتا ہے اور یہ نکتے جو چھوٹے چھوٹے تنوین کے ہیں وہ فراموش ہو جاتے ہیں۔ اور جب خیال آتا ہے تو اس کے مطابق بھی کرتا ہے تو اس لئے ایسی باتوں پر اتنا زور دینا کہ معانی غائب ہو جائیں یہ درست نہیں ہے۔ بہر حال اب میں روایت عرض کرتا ہوں۔

انہوں نے کہا پانی لاؤ۔ پانی لایا گیا۔ پھر فرمایا شہد لاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ۔ پھر زیتون کا تیل لاؤ کیونکہ یہ ایک برکت والے درخت سے حاصل کیا جاتا ہے۔ پھر پانی شہد اور زیتون کے تیل کو انہوں نے ملا دیا۔ پھر اسے پی گئے اور اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ جس بیماری کے لئے آپ نے اسے استعمال کیا اس سے مکمل طور پر شفایاب ہو گئے۔ (حیاۃ الحیوان الکبریٰ لکمال الدین محمد بن موسی الدمیری جزء ثانی زیر لفظ النحل)

اب میں سائنس دانوں کی تحقیقات سے متعلق کچھ گزارشات آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ یورپ میں شہد کے بارہ میں پہلا تحریری ریکارڈ ایک پینٹنگ (Painting) سے ملا ہے جو سپین کے صوبہ Valencia کے ایک شہر Bicorp کے نزدیک ایک غار سے ملی ہے۔ جس میں ایک شخص کو شہد کے چھتے سے شہد اکٹھا کرتے دکھایا گیا ہے۔ یہ تصویر ماہرین کے خیال کے مطابق سات ہزار سال قبل مسیح کی ہے۔

("The Hive and the Honey Bee" Edited by Dadent & sons Publishers of the American Bee Journal 8th edition 1986)

ایک زمانے میں مصر اور سیریا یعنی شام اور عراق میں شہد کو مردوں کو حنوط کرنے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا تھا۔ ایک مسلمان مصنف عبداللطیف نے ایک بچے کا کیس بیان کیا ہے جس کا جسم شہد کے ایک بڑے مرتبان میں محفوظ کیا گیا تھا اور وہ اسی طرح بالکل محفوظ تھا حالانکہ اس کو حنوط ہوئے مدتیں گزر چکی تھیں۔ (انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجنز اینڈ ایتھکس زیر لفظ Honey) قدیم مصر کے حکماء بھی لاشوں کو محفوظ کرنے کی خاطر شہد کا استعمال کیا کرتے تھے۔ کھدائی کے دوران مقبروں سے شہد کی کپیاں برآمد ہوئی ہیں اور دلچسپ بات یہ ہے کہ آٹھ ہزار سال کا عرصہ گزرنے کے بعد بھی یہ شہد انسانی استعمال کے قابل تھا۔ چنانچہ سائنس دانوں نے ان کپیوں کے شہد کو پی کے دیکھا وہ بالکل ٹھیک ٹھاک تھا، اس میں کوئی خرابی نہیں تھی۔ (Honey & Health page 18 published by Thorsons Publishing Group)

ماہرین کہتے ہیں کہ قازقستان میں [illegible] پہاڑوں [illegible] جو شہد کے چھتے پائے جاتے ہیں ان کا دل کے زخموں کو مندمل کرنے سے گہرا تعلق ہے۔ دل کے دورہ سے بچاؤ کے لئے بہت اچھا ہے۔ جب دل کا دورہ پڑ گیا ہو تو اس کے بعد بھی یہاں کا ان پہاڑیوں کا جو شہد ہے وہ دل کے زخموں کو مندمل کرنے میں مفید ثابت ہوا ہے۔ ایک خاص قسم کی وہاں بوٹی پائی جاتی ہے جس کا نام ہے زمی زمی کورابونگی۔ یہ شہد کی مکھی اس بوٹی کے پھلوں پھولوں کا رس چوستی ہے تو اس سے یہ سارے اثرات جن کا ذکر کیا گیا ہے اور تفصیلی ذکر میں نے چھوڑ دیا ہے مگر بڑی تفصیل سے یہ باتیں بیان کی گئی ہیں کہ کس طرح سائنس دانوں نے تحقیق کی، کتنے مریضوں پر تحقیق کی، ان میں سے کتنے تھے جو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بچ گئے جبکہ ایسے مریض جن کو شہد نہیں دیا گیا، یعنی اس بوٹی کا شہد، ان میں اموات کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ (رسالہ سوویت یونین شمارہ نمبر [illegible] ۱۹۸۹ء۔ دفتر ادارہ ۱۰۳۷۷۲ ماسکو ۳ گ س پ ۸)

شہد اور زخم کے مضمون پر Mr. P. J. Armo جو کرسچین میڈیکل سنٹر Kalimanjaro (تنزانیہ) کے ماہر امراض نسواں ہیں انہوں نے ایک رسالہ Tropical Doctor کی اپریل ۱۹۸۰ء کی اشاعت میں اپنا تجربہ یوں بیان کیا کہ ایک پچیس سالہ مریضہ جسے گہرا بیڈ سور (Bedsore) تھا یعنی مریضہ یا مریض جب لیٹے رہتے ہیں تو پیٹھ کے اندر بعض دفعہ اسی کروٹ لیٹے رہنے کی وجہ سے ایسے گہرے سور پیدا ہو جاتے ہیں، جن کا علاج بہت مشکل ہے اور بعض دفعہ اصل بیماری کی بجائے اسی سور سے لوگ مر جاتے ہیں۔ تو کہتے ہیں کہ پچیس سالہ سرجری کے تجربہ کے دوران ایک لڑکی میرے پاس لائی گئی جس کو گہری اندرونی بیماری تھی اور اس کو بیڈ سور بھی تھا بیڈ سور بھی تھے تو انہوں نے پہلے اس پر شہد استعمال کیا تاکہ بیڈ سور ان کا خیال تھا شہد کے اثر سے ٹھیک ہو جائیں گے لیکن جب آپریشن سے پہلے دوبارہ دیکھا اور مریضہ کا مکمل امتحان لیا تو حیران رہ گئے کہ بیڈ سور تو خیر ٹھیک ہو گئے اصل بیماری بھی غائب ہو گئی، اس کا نام و نشان بھی باقی نہیں رہا۔

اسی طرح ایک بیس سالہ مریضہ کا ذکر کرتے ہیں جو لیپراٹومی (Laparotomy) کے زخم کی وجہ سے بیمار تھی اور کسی اینٹی بائیوٹک دوا یعنی پنسلین وغیرہ کا وہ بیماری ردّ عمل ظاہر نہیں کرتی تھی۔ ہر قسم کی دوائیں جو اینٹی بائیوٹک کہلاتی ہیں اس پر استعمال کی گئیں مگر قطعاً کوئی فائدہ نہ ہوا اس پر تجربۃً شہد صاف پٹی پر لگا کر اسے پٹی کر دی گئی۔ دو ہفتوں کے بعد مریضہ مکمل طور پر صحت یاب ہو کر گھر چلی گئی… کسی قسم کی کوئی اینٹی بائیوٹک استعمال نہیں کرنی پڑی۔

(Honey & Health by Laurie Crofi pp89. Thorsons Publishing Group Wellingborough Northemptonshire Rochester Vermont 1987)

کینسر کے متعلق بھی شہد میں حیرت انگیز شفا کا مواد موجود ہے۔ ضمناً میں یہ عرض کر دیتا ہوں کہ آج کل جو جینز بدلنا اور ان کے کیریکٹر کو تبدیل کرنا ایک قسم کا جنون ہے جو ڈاکٹروں پر سوار ہے تو ایک ڈاکٹر نے امریکہ میں حال ہی میں ایک ایسی جین پر تجربہ کیا جس کو خاص تراشا گیا تھا سائنسی آلوں کے ذریعہ، جس کے نتیجہ میں اس کا دعویٰ تھا کہ اس سے کینسر کا مرض ٹھیک ہو جاتا ہے اور ابھی خبر آئی ہے کہ وہ ڈاکٹر کینسر سے ہی مارے گئے۔ تو اللہ کی شان ہے کہ جب خدا چاہے تو جس چیز کا کوئی موجد ہے اسی بیماری سے مر بھی جاتا ہے بہر حال یہ جو میں اب کینسر کی بات کر رہا ہوں اس میں تجربے ہوئے ہیں۔

ایک سڈنی فاربر کینسر انسٹی ٹیوٹ ہے۔ اس کے جو تجارب ہیں ان میں سے کچھ بیان کرتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں ہمیں یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ مکھیاں پالنے والوں میں کینسر کی شرح دوسرے افراد سے بہت ہی کم ہے۔ چنانچہ اس سروے میں شہد کی مکھیاں پالنے والے ۵۸۰ افراد کی تحقیق کی گئی جن کی موت ۱۹۵۰ء سے لے کر ۱۹۷۸ء کے درمیان ہوئی تھی ان میں کینسر سے وفات پانے والوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر تھی یعنی اتنی معمولی تھی کہ قابل ذکر نہیں۔ (Honey And Health by Laurie Croft pp98)

آنکھ کے کینسر سے متعلق، جو ناسور ہو جاتا ہے آنکھ کا اور عموماً ایلوپیتھک ماہرین کے نزدیک اس کا کوئی علاج نہیں اس کے متعلق یہ ایلوپیتھک تحقیق ہی کا نتیجہ شائع ہوا ہے کہ بہترین خالص شہد کی سلائی آنکھ میں پھیری جائے تو پہلے دو تین دن تو اس سے کچھ اریٹیشن (Irretition) پیدا ہوتی ہے یعنی وہ شہد چبھتا ہے زخم پر لیکن پانی بہتا رہتا ہے اور کچھ عرصہ کے بعد پھر وہ چبھن بھی بند ہو جاتی ہے اور مریض مکمل طور پر شفا پا جاتا ہے اور کینسر کا کوئی نام و نشان بھی باقی نہیں رہتا۔

شہد کی [illegible] میں شہد کی مکھی ایک ایسے مواد کو استعمال کرتی ہے جسے پراپلس (Propolis) کہا جاتا ہے۔ یہ شہد کی مکھی خود ہی درختوں سے چوس کر یہ گوند نما مواد اکٹھا کرتی ہے اور اس کو اپنے چھتے کے ہر سوراخ کے ارد گرد ملتی ہے۔ چھتے کے کنارے پر بھی ملتی ہے اور چھتوں کے جو سوراخ ہیں ان کو بڑا چھوٹا کرنے کے لئے ضرورت پڑے تو اس کے اندر مل دیتی ہے۔ یہ ایک ایسی حیرت انگیز شفا رکھنے والا مواد ہے کہ سائنس دان حیران ہیں کہ شفا اس میں آئی کہاں سے اور شہد کی مکھی یہ خود ہی اکٹھا کرتی ہے۔

اس تحقیق کا آغاز اس طرح ہوا کہ فرانس میں اس معاملے پر تحقیق ہو رہی تھی کہ مختلف اڑنے والے کیڑے مختلف جراثیم اپنے پاؤں کے ذریعہ مختلف جگہ پھیلاتے ہیں تو جب یہ تحقیق کرنے والے شہد کی مکھی تک پہنچے تو حیران رہ گئے کہ اس کے پاؤں میں کسی قسم کے کوئی جراثیم موجود نہیں تھے۔ حیرت انگیز انکشاف تھا۔ تو انہوں نے جب تحقیق کی تو پتہ چلا کہ Propolis جس کا میں نے ذکر کیا ہے شہد کی مکھی یہ بناتی ہے چھتے کے کنارے پر بھی لگاتی ہے وہاں بیٹھ کر پھر اندر جاتی ہے پھر باہر نکلتے وقت اسی چھتے کے کنارے پر بیٹھتی ہے پھر اڑ کے جاتی ہے۔ تو یہ جو جراثیم کا فقدان ہے یہ اس پراپلس کی وجہ سے ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کو شہد پر تحقیق کا بہت شوق تھا اور میں نے بھی شہد کی طرف جو زیادہ توجہ کی ہے وہ آپ کی ہی وجہ سے، آپ ہی کی تربیت کے نتیجہ میں مجھے اس کا موقع نصیب ہوا۔ خدا تعالیٰ انہیں جزا دے۔ انہوں نے جو پراپلس کی مجھے باتیں بتائیں

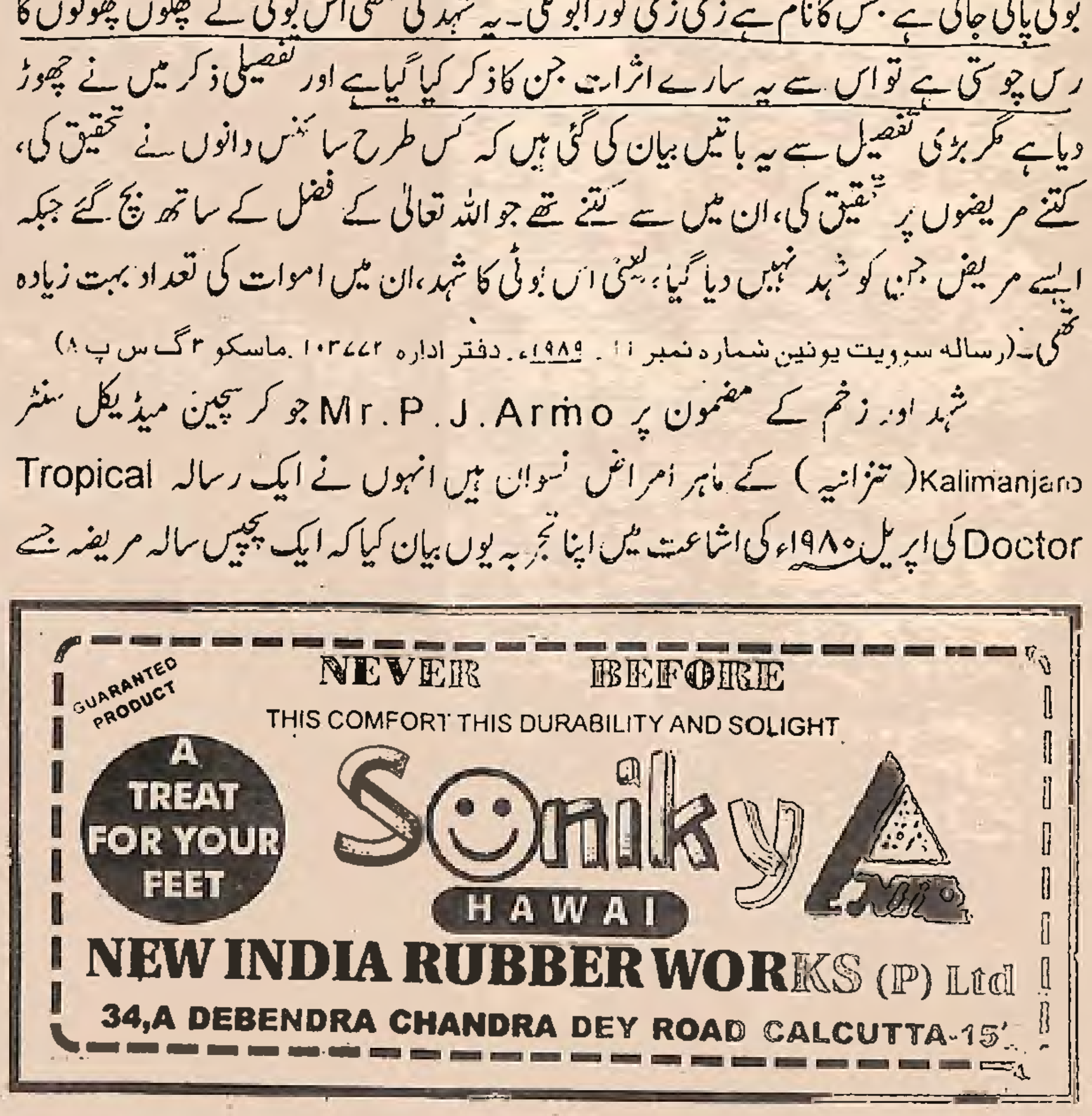

کہ پراپلس میں اتنی شفا ہے اس کو میں نے وقف جدید کے دوران اپنے ایک مریض پر تجربہ کر کے دیکھا۔ ایک صاحب آیا کرتے تھے وہ اپنے ناک کو ہمیشہ کپڑے سے ڈھانک کے رکھتے تھے۔ تو مجھے تعجب ہوا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ نے ناک کو کپڑے سے کیوں ڈھانکا ہوا ہے، ہمیشہ ڈھانکتے ہیں۔ تو انہوں نے اتار کر دکھایا تو ناک کے اوپر اتنا خوفناک زخم تھا کہ الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتا، کچا خون ناک میں نظر آرہا تھا اور جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے وہ بیان نہیں کیا جاسکتا کتنا دھکا لگتا تھا انسان کو دیکھ کر، تو انہوں نے کہا یہ چیز ہے۔

میں نے ہومیوپیتھک دوائیں ان پر استعمال کرنی شروع کیں لیکن کوڑی کا بھی فائدہ نہ ہوا۔ اس پر مجھے خیال آیا پراپلس کا تو میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے کچھ پراپلس مانگ کے رکھی ہوئی تھی وہ میں نے ان کو کہا کہ اپنے ناک کے زخم کے اوپر لگائیں اور کچھ دن کے بعد آئے تو کپڑا اوپر اسب غائب، اس بیماری کا نام و نشان بھی باقی نہیں تھا۔ تو یہ شفاء للناس شہد ہی میں نہیں بلکہ اس کے متعلقات میں بھی ہے۔

شہد کی مکھیوں کی مختلف قسمیں ہیں۔ ایک Apis Florea جو جنوبی ایشیا کی شہد کی چھوٹی مکھی ہوتی ہے اور اسے Dwarf Honey Bee بھی کہتے ہیں یعنی بونی ہنی بی۔ یہ جو پراپلس ہے یہ شہد کو چیونٹیوں سے بچانے کے کام بھی آتی ہے۔ چیونٹیاں جب شہد کے چھتے کی طرف جاتی ہیں تو اس سے چمٹ جاتی ہیں، ان کے پاؤں اس سے چمٹ جاتے ہیں اور وہ آگے نہیں بڑھ سکتیں۔

۱۹۶۰ء میں ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے رشین سائنسدانوں کے متعلق کہ انہوں نے شہد کو ایگزیما کے لئے بھی استعمال کیا ہے اور شہد کے خاص قسم کے مرکب بنا کر انہوں نے جو تجربے کئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ایسے ایگزیمے جن کو کسی دوسری دوا سے شفا نہیں ہوتی تھی شہد کے اس مرکب کے استعمال سے شفا پا گئے۔ یہ پراپلس جس کی میں بات کر رہا ہوں کیمیاوی لحاظ سے بالکل معمولی چیز ہے اور یقین نہیں آتا کہ اس میں ایسی شفا کا مواد ہوگا۔

(The Hive and the Honey Bee pp 235-237)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بہت ہی دلچسپ بات بتاتے ہیں ۔ "مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُہ۔ عربوں نے چار سو قسم شہد کی معلوم کی ہے کیونکہ اس کے لئے زبان عربی میں چار سو مختلف نام ہیں"۔ اب یہ بھی ایک حیرت انگیز بات ہے یہ اتفاق نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ عربوں نے جو چار سو مختلف اقسام کے شہد دریافت کئے۔ عربی زبان میں چار سو نام ہیں شہد کے جو الگ الگ قسم کو ظاہر کرتے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالہادی کیوسی صاحب اپنی کتاب "میراحج بیت اللہ" میں یہ ذکر کرتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کھانے کے معاملے میں بہت پرہیز کیا کرتے تھے کیونکہ آپ کو کچھ ذیابیطس کی شکایت تھی۔ آپ دوائی استعمال کرنا نہیں پسند کرتے تھے اور سخت کنٹرول کے ذریعہ سے آپ اپنا علاج خود کر لیا کرتے تھے مگر چائے وغیرہ میں ایک چمچہ بھر شہد ضرور استعمال کرتے تھے۔ تو کیوسی صاحب کہتے ہیں میں نے پوچھا کہ یہ کیا قصہ ہے، آپ شہد پی لیتے ہیں۔ تو آپ نے بڑی پدرانہ شفقت سے مسکراتے ہوئے فرمایا: ڈاکٹر صاحب جب بھی میں ایک شہد کا چمچہ کھاتا ہوں تو مجھے خیال آتا ہے کہ مجھے دو ہزار بار الحمدللہ پڑھنا چاہئے۔ دو ہزار کا کیوں خیال آیا آپ کو۔ کیونکہ پیشتر اس کے کہ اتنی سی خوراک میرے دستر خوان پر آئی اسے تیار کرنے کے لئے دو ہزار شہد کی مکھی مزدوروں نے دن رات کام کیا۔ ایک چمچہ شہد کے لئے مکھی کتنی محنت کرتی ہے، کتنی اڑانیں اڑتی ہے۔ یہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے غور کرتے ہوئے کہا کہ اس طرح تو ہمیں گویا ہر شہد کا چمچہ استعمال کرتے وقت دو ہزار دفعہ الحمدللہ پڑھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ اس نے ہمارے لئے اس قسم کے دنیا میں بے شمار نوکر بنا رکھے ہیں۔

سید عبدالحی شاہ صاحب کی ایک بڑی دلچسپ روایت ہے ۔ وہ کہتے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کسر صلیب کانفرنس میں شرکت کیلئے لندن تشریف لے جارہے تھے تو انہی دنوں ماہنامہ "انصاراللہ" ربوہ میں مرہم عیسیٰ کے بارہ میں میرا ایک مضمون (یعنی سید عبدالحی شاہ صاحب کا ایک مضمون) شائع ہوا تھا۔ حضور رحمہ اللہ نے مجھے بلا کر دریافت فرمایا کہ کیا مرہم عیسیٰ کی تیاری میں شہد کی مکھی کا بھی کوئی دخل ہے؟ مَیں نے جواب دیا کہ مرہم عیسیٰ کی تیاری میں شہد کی مکھی کا کوئی دخل نہیں اور عرض کیا کہ مرہم عیسیٰ کے بارہ اجزاء میں شہد شامل نہیں۔ لیکن جلد ہی مجھے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا کیونکہ جب مرہم عیسیٰ کے اجزاء پر دوبارہ غور کیا تو یہ سارے اجزاء شہد کی مکھی کے چھتے کی موم میں ملائے جاتے ہیں اور اس سے یہ شفا کا اثر مرہم عیسیٰ میں منتقل ہو جاتا ہے۔ میں نے جب ذکر کیا تو حضورؒ کا چہرہ کھل اٹھا اور فرمایا کہ اب مسئلہ حل ہو گیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "یہ امر ضروری ہے کہ وحیٔ شریعت اور وحیٔ غیر شریعت میں فرق کیا جاوے بلکہ اس امتیاز میں تو جانوروں کو جو وحی ہوتی ہے اس کو بھی مد نظر رکھا جاوے۔ بھلا آپ بتلاویں کہ قرآن شریف میں جو یہ لکھا ہے وَ اَوحی رَبُّكَ اِلَى النَّحل تو اب آپ کے نزدیک شہد کی مکھی کی وحی ختم ہو چکی ہے یا جاری ہے ... جب مکھی کی وحی اب تک منقطع نہیں ہوئی تو انسانوں پر جو وحی ہوتی ہے وہ کیسے منقطع ہو سکتی ہے"۔

(البدر ۔ جلد ۲ ۔ نمبر ۳۳ ۔ بتاریخ ۴ / ستمبر ۱۹۰۳ء ۔ صفحہ ۲۵۸)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "دوسری تمام شیرینیوں کو تو اطباء نے عفونت پیدا کرنے والی لکھا ہے مگر یہ شہد اُن میں سے نہیں ہے۔ آم وغیرہ اور دیگر پھل اس میں رکھ کر تجربے کئے گئے ہیں کہ وہ بالکل خراب نہیں ہوتے، سالہا سال ویسے ہی پڑے رہتے ہیں"۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی تجربوں کا بہت شوق تھا اور چونکہ شہد کا ذکر قرآن کریم میں تھا اس لئے آپ نے ایک دلچسپ تجربہ کیا جو اور کسی سائنسدان کو نہیں سوجھا کہ آپ نے ایک دفعہ انڈے کو شہد میں رکھ دیا دیکھنے کے لئے کہ اس پر کیا اثر ہوتا ہے اور آپ فرماتے ہیں کہ "سفیدی انجماد پا کر پتھر کی طرح سخت ہو گئی"۔ یعنی اتنی سخت کہ زور سے چیز مارنے سے بھی وہ ٹوٹتی نہیں تھی لیکن اندر زردی ویسی ہی رہی۔

(البدر جلد ۳ نمبر ۷ صفحہ ۳ ۔ ۱۶ / فروری ۱۹۰۴ء)۔ تو یہ کیا خواص ہیں اس کے، ان کو ہم ابھی نہیں سمجھ سکتے لیکن یہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا اپنا تجربہ ہے۔

اب آپ دیکھئے کہ شہد میں قدرتی پھلوں کی مٹھاس کے علاوہ جو قدرتی نمکیات موجود ہوتی ہیں ان میں ایلومینیم بھی ہے، بیریم بھی ہے، بریلئم بھی ہے، آیوڈین بھی، آئرن یعنی لوہا بھی، پوٹاش، میگنیشیم، کیلشیم، سوڈیم، کلورین، فاسفورس، سلفر اور اس کے علاوہ بھی بہت سے کیمیاوی مرکبات ہوتے ہیں تو ان ساری چیزوں میں غیر معمولی شفا ہے اور جتنی ہلکی تعداد میں پائی جاتی ہیں ان کا گویا کہ ہومیوپیتھک اثر ظاہر ہوتا ہے اور ردِّعمل کے طور پر یہ دوائیں کام کرتی ہیں۔ جہاں تک تیزابوں کا تعلق ہے اس میں ایپل ایسڈ، لیمن ایسڈ، لیکٹک (Lactic) ایسڈ، ٹارچک (Tarchic) ایسڈ، ایگزیلک (Oxalic) ایسڈ وغیرہ وغیرہ پائے جاتے ہیں۔ جہاں تک وٹامنز کا تعلق ہے اس میں B6,B2,B1، وٹامن سی، وٹامن ای، وٹامن ایچ اور وٹامن کے اور B&J اور کیروٹین (Carotene) موجود ہوتے ہیں۔ اسی طرح مختلف قسم کی ہارمونز بھی شہد کے اندر ملتی ہیں۔

اب ایک پورا جہان ہے تحقیق کا۔ تحقیق ان لوگوں نے کی ہے جو قرآن کے قائل نہیں۔ لیکن ان کو علم نہیں کہ قرآن کریم نے اس حیرت انگیز نظام کا مختصر دو آیات میں ذکر فرما دیا تھا۔ اب اس کی ملکہ اور نر کا جو حصہ ہے شہد کی مکھیوں میں اور خدمتگار مکھیاں جو مادہ ہوتی ہیں ان کا ذکر سنئے، وہ بھی حیرت انگیز ہے۔ بچے صرف ملکہ دیتی ہے جو ایک دن میں اتنے انڈے دے دیتی ہے کہ اس کے سارے جسم کا وزن ان انڈوں کے برابر ہوتا ہے حالانکہ بہت بڑی ہوتی ہے اور اس کی خوراک صرف رائل جیلی ہے اور کوئی چیز نہیں کھاتی۔ اس کو رائل جیلی اس کے لئے خاص طور پر بنا کر شہد کی مکھیاں اس کے حضور پیش کرتی رہتی ہیں۔

اب دیکھئے کس طرح قانون قدرت یعنی خدا تعالیٰ کا نظام کام کر رہا ہے اور اس میں جو جسمانی وراثت کا قانون ہے وہ بالکل کام نہیں کرتا، اس کو کوئی دخل ہی نہیں ورنہ جس قسم کی ماں ہے ویسے بچے پیدا ہونے چاہئیں لیکن ویسے نہیں ہوتے۔ اور ایک عجیب بات کہ جو انہوں نے معلوم کی ہے وہ یہ ہے کہ شہد کی ملکہ مکھی کے جبڑے میں تیز کاٹنے والے دانت ہوتے ہیں جبکہ دوسری مکھیوں کے جبڑوں میں کوئی دانت نہیں ہوتا اور پیدائش سے لے کر مرنے تک ان کے کوئی دانت نہیں ہوتا۔

اب وہ جو Droanes ہیں جو نر ہوتے ہیں وہ بھی بالکل بغیر دانت کے ہوتے ہیں اور اس کے علاوہ ان میں ڈنک بھی کوئی نہیں ہوتا۔ ملکہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ بھی طاقت عطا فرمائی ہے کہ وہ بار بار ڈنک مار سکتی ہے۔ اپنی حفاظت کے لئے کئی دفعہ ڈنک چلا سکتی ہے لیکن جو دوسری شہد کی مکھیاں ہیں جن کو ڈنک خدا تعالیٰ نے عطا کیا ہوا ہے وہ ایک دفعہ مارنے کے بعد پھر خود بھی مر جاتی ہیں کیونکہ ڈنک ان کے اندر سے جسم کے وہ حصے باہر کھینچ لیتا ہے جس پر ان کی بقا ہوتی ہے اور وہ اس کے بعد زندہ نہیں رہ سکتیں۔ صرف شہد کی ملکہ ہے جو بار بار ڈنک مار سکتی ہے اور اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

اب ایک چھتے میں ذرا اندازہ کریں کہ کتنے گھر بنانے پڑتے ہیں شہد کی مکھی کو۔ ایک چھتے میں ایک ہزار یا اس سے زائد کام کرنے والی مکھیاں ہر قسم کی موجود ہوتی ہیں۔ چھتے کا ہر سیل چھ جہتوں پر مشتمل ہوتا ہے، چھ کونے ہیں اس کے اور آپس میں ان کی دیواروں کے زاویے حیرت انگیز طور پر برابر ہیں۔ سائنس دانوں نے تحقیق کی ہے اور حیران ہو گئے ہیں دیکھ کر کہ

ان کے زاویوں میں کوئی فرق نظر نہیں آیا، زیرو، زیرو، زیرو something، اتنا فرق ہے جو حیرت ہے کہ ناپا کیسے۔ جو نر مکھے ہیں ان کا بتایا ہے کہ ڈنک نہیں ہوتا اور وہ کھانا خود نہیں کھا سکتے بلکہ شہد کی مکھیاں خدمت کے طور پر اس کو کھانا کھلاتی ہیں۔

اب انڈہ دیتے وقت ملکہ فیصلہ کرتی ہے کہ کتنے نر بنانے ہیں، کتنے مادہ اور اس کے فیصلے کے مطابق ہی یہ سب آگے چلتا ہے۔ تو جو عام قانون قدرت چل رہا ہے ہر جگہ دنیا میں کہ جو ماں باپ کے اندر خصوصیات ہیں وہ اگلے بچوں میں منتقل ہوں یہاں بالکل نہیں ہوتیں اور ملکہ کا فیصلہ یہ کام کرتا ہے۔ کیسے فیصلہ کرتی ہے؟ کوئی دنیا کا سائنس دان اس کو نہیں سمجھ سکتا۔

اب ان کی گفتگو کا جو نظام ہے اس کے متعلق میں چند باتیں کروں گا۔ آپس میں ایک دوسرے کو بالکل صحیح پیغام دے سکتی ہیں یعنی جب سمجھیں کہ جو ان کی پھولوں یا پھلوں کی جگہ تھی، جہاں سے رس چوسا کرتی تھیں اس میں کمی آگئی ہے تو پھر ورکرز بیز (Workers Bees) کو بھجوایا جاتا ہے کہ وہ باہر جا کر تلاش کریں یا جب نیا چھتہ بنانا ہو اس وقت ورکرز بیز (Workers Bees) جا کے مناسب جگہ ڈھونڈتی ہیں کہ کس جگہ پر چھتہ بنانا بہتر ہوگا۔ جب وہ واپس آتی ہیں تو چھتے کے اندر ایک قسم کا ناچ کرتی ہیں اور ناچ کے ذریعہ وہ ساری مکھیاں باقی غور سے ان کو ان کو دیکھ رہی ہوتی ہیں، ان کے ناچ کو کہ کیا پیغام دے رہا ہے۔ ناچ کے ذریعہ وہ یہ بتا دیتی ہیں کہ فلاں جگہ شہد کے مواد کے لئے بہت اچھی ہے وہ دو سو پچھتر فٹ پر واقع ہے اور اس سمت میں واقع ہے اور اگر پہاڑی علاقہ ہو تو اوپر اٹھ کے جانا چاہئے مکھیوں کو اس کو ڈھونڈنے کے لئے یا نیچے جانا چاہئے۔ غرضیکہ ہر چیز وہ اس ناچ کے ذریعہ بتا دیتی ہے۔ اب اس میں جو اور عجیب و غریب باتیں ہیں وہ یہ ہیں کہ ناچ اس طرح کرتی ہیں کہ اندر کی طرف منہ کر کے وہ ناچتی ہیں، گھومتی جاتی ہیں، پھر واپس جاتی ہیں، پھر گھومتی جاتی ہیں اور باقی مکھیاں غور سے دیکھ رہی ہوتی ہیں کہ کیا کر رہی ہے اور ان کو پتہ لگ جاتا ہے کہ کیا پیغام دیا ہے۔ اگر پھل یا پھول بہت دور ہوں تو پھر وہ یہ ناچ ٹکڑوں میں کرتی ہیں مطلب یہ ہے کہ ایک اڑان ختم ہو جائے گی پھر دوسری اڑان، پھر تیسری اڑان، پھر چوتھی اڑان۔ غرضیکہ بہت فاصلہ پر وہ جگہ موجود ہے جہاں پھل پھول وغیرہ حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

اب یہ عجیب و غریب ایک اور بات اس میں ہے۔ وہ یہ ہے کہ سائنس دانوں نے تجربہ کر کے دیکھا ہے کہ اگر شہد کے چھتے میں مکمل اندھیرا ہو، کوئی روشنی کی شعاع، ایک ذرہ بھی اندر نہ پہنچتی ہو تب بھی شہد کی مکھیاں وہ ناچ کرتی ہیں اور دیکھنے والی مکھیاں بالکل صحیح اس ڈانس کا نتیجہ نکال رہی ہوتی ہیں۔ وہ نتیجہ نکال لیتی ہیں کہ یہ جو ناچ ہے یہ ہمیں کیا پیغام دے رہا ہے حالانکہ بالکل نظر نہیں آسکتا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو خاص نظر بھی عطا فرمائی ہے جس کا سائنس دانوں کو علم نہیں کہ وہ کیا چیز ہے۔ اور بہت تحقیق کے باوجود اس بارے میں ان کو اپنی ہار تسلیم کرنی پڑتی ہے۔

اب ایک اور فائدہ جو شہد کی مکھیوں کا بنی نوع انسان کو پہنچ رہا ہے اور بے حسوں کو پتہ ہی نہیں کہ کتنے بڑے فوائد ان سے وابستہ ہیں۔ وہ یہ ہے کہ جن پھولوں کا یہ رس چوستی ہیں ان کو فرٹلائز بھی کرتی ہیں یعنی ان کے اندر جو پولن داخل کرتی ہیں اپنا جو اس کے پاؤں سے لگا ہوا ہوتا ہے تو شہد کے اس پھول کے اندر، فرٹلائزیشن کو کیا کہتے ہیں اردو میں مجھے یاد نہیں لیکن، وہ عمل ہو جاتا ہے جس سے اندر بچہ بن سکتا ہے۔ یا بیج بن سکتا ہے۔ اور اس کے علاوہ اور بھی بہت سے ایسے بیج ہیں جو شہد کی مکھیوں کے محتاج ہیں۔

سائنس دانوں نے صرف امریکہ میں جو تحقیق کی تو پتہ چلا کہ امریکہ میں جو مختلف قسم کے پھل پائے جاتے ہیں وہ شہد کی مکھی کی وجہ سے فرٹلائز ہوتے ہیں، یعنی ان کے پھول شہد کی مکھی کی وجہ سے فرٹیلائز ہوتے ہیں اور ان کی مجموعی قیمت صرف امریکہ میں دس بلین ڈالر بتائی گئی ہے۔ یعنی یہ شہد کی مکھیاں آپ کی اتنی خدمت کرتی ہیں کہ دس بلین ڈالرز کا کام یہ مکھیاں کر دیتی ہیں اور اس کے علاوہ پیاز، گاجر، مولی وغیرہ وہ بھی اس چیز کی محتاج ہیں یعنی امریکہ میں تو صرف پھلوں وغیرہ کے اوپر تحقیق ہوئی ہے لیکن اس تحقیق میں مزید یہ بھی کہا گیا ہے کہ کاٹن مثلاً کپاس کی پولینیشن میں یہی کام کرتی ہیں اور کسی کو پتہ نہیں کہ یہ چپ کر کے ہماری خدمت کرتی چلی جا رہی ہیں۔ کسی کو کچھ سمجھ نہیں آتی اور اللہ تعالیٰ کے بے انتہا احسانات کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ شہد کی مکھی کو جو خدا تعالیٰ نے خاص طور پر چنا ہے کوئی عام بات نہیں بہت غیر معمولی فوائد اس کے ساتھ وابستہ ہیں۔

شہد کی مکھی کا جو تعلق نظام خلافت سے ہے اس کے متعلق میں نے ایک دفعہ پہلے بھی عرض کیا تھا کہ ایک حکم ماننا، ایک مرکزی چیز کا حکم ماننا اور اسی سے سارا نظام وابستہ ہے۔ شہد کی مکھی میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ ایک حکم کے تابع تمام کالونی، اسی ہزار یا اس سے زائد مکھیاں اس کی اطاعت کر رہی ہوتی ہیں اور شہد کی مکھی اکیلی زندہ نہیں رہ سکتی، اس کے لئے چھتہ ہونا لازمی ہے۔ تو مومن بھی اگر اس الٰہی نظام سے وابستہ ہو کر ایک جان نہ بن جائے تو اس کی کوئی بھی حیثیت نہیں۔ وہ اکیلا کبھی روحانی لحاظ سے زندہ نہیں رہ سکے گا۔

تو میں امید کرتا ہوں کہ اس عظیم الشان نظام پر مزید غور کر کے دوست فائدہ اٹھائیں گے اور جیسا کہ ایک دفعہ میں نے پہلے عرض کیا تھا خود تجربے بھی کریں گے کیونکہ بے شمار قسمیں ہیں شہد کی۔ مختلف وقت ہیں، کیا کیا اثر رکھتے ہیں، کیا کیا رنگ رکھتے ہیں ان سب کا اشارةً ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ لیکن تفصیلی تحقیق کی ابھی بہت ضرورت باقی ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ احمدی محققین شہد کے بارہ میں پھر توجہ دیں گے اور اس کے اوپر گہری تحقیق کریں گے۔ تحقیق کے کام صرف غیر مسلموں پر نہ چھوڑ دیں۔ یہ عجیب ظلم کی بات ہے کہ تعلیم قرآن دے رہا ہو اور عملدر آمد غیر مسلم کر رہے ہوں۔

۞۞۞ ۞۞ ۞۞۞

بیسویں صدی کا آخری

جلسہ سالانہ قادیان

16-17-18 نومبر 2000ء کو ہوگا

احباب جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال بھی رمضان المبارک کے پیش نظر 109 ویں جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کیلئے 16-17-18 نبوت 1379 ہش بمطابق 16, 17, 18 نومبر 2000ء بروز جمعرات، جمعہ، ہفتہ کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے اس بابرکت سفر کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اور دعائیں کرتے رہیں کہ مرکز احمدیت قادیان دارالامان کا یہ جلسہ سالانہ غیر معمولی برکتوں کا حامل ہو۔

مجلس مشاورت بھارت

اسی طرح جلسہ سالانہ کے اختتام پر مورخہ 19 نومبر بروز اتوار جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی بارہویں مجلس مشاورت منعقد ہوگی۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

اخبار بدر کا خصوصی نمبر

ادارہ بدر جلسہ سالانہ 2000 کے موقعہ پر ایک خصوصی نمبر شائع کر رہا ہے جس میں جماعت کی تعلیمی تبلیغی تربیتی طبی اور سائنسی میدانوں میں خدمات نیز قومی یکجہتی کیلئے جماعت کی کوششوں کا تذکرہ خصوصی مضامین کے ذریعہ کیا جائے گا۔ اس تعلق میں اگر کوئی دوست مشورہ دینا چاہیں یا کوئی مضمون قلمبند کرنا چاہیں یا جماعت کی تاریخی فوٹو ان کے پاس موجود ہوں تو اپنی جماعت کے امیر یا صدر کے توسط سے ۱۵ جون تک ادارہ کو بھجوا کر ممنون فرمائیں۔

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرحیم جیولرز

پروپرائٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز

پتہ۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون: 629443

MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES

M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS

NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT

BANGALORE - 560002 INDIA

☎: 6700558 FAX: 6705494

QURESHI ASSOCIATES

Manufacturer-Exporter-Importer of Leather, Silk & Cotton garments Leather Accessories, INDIAN Novelties & all kinds of Indian products.

Contact Person :- M. S. QURESHI (Prop)

Tel : 91-11-3282643 Fax : 91-11-3263992

Postal Address :- 4378/4B, Ansari Road

Daryaganj New Delhi-110002

(INDIA)

بقیہ: درس القرآن از صفحہ اول

پھر ہم نے فیصلہ کیا کہ چلو مل کر کوئی ایسا فیصلہ کر لیتے ہیں جسے ہم امیر اور غریب ہر دو پر لاگو کر سکیں۔ اس طرح ہمارا اجماع منہ سیاہ کرنے اور کوڑے لگانے پر ہوا........."۔

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ۔ حضرت مصلح موعودؓ کے نوٹس مرتبہ بورڈ میں ہے "(الف) فرماتا ہے کہ وہ جھوٹ بولنے کی خاطر سنتے ہیں یعنی اس لئے سنتے ہیں کہ باہر جاکر دوسرے لوگوں کو جھوٹ سنا دیں۔ (ب) سَمَّاعٌ اسے بھی کہتے ہیں جو بہت ماننے والا ہو۔ پس اس لحاظ سے اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ جھوٹی باتوں کو بہت قبول کرنے والے ہیں۔ یہ تمہاری بات تو ماننے کے نہیں۔ ہاں دوسری قوم کی باتیں ماننے والے ہیں۔ ان کی اطاعت کرتے ہیں اور تمہاری باتوں کا مطلب بگاڑ کر دوسروں کو سناتے ہیں"۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "بعض لوگ ایسے ہیں کہ ہمارے پاس بیٹھ کر ہماری باتوں کو پسند کرتے ہیں۔ جب دوسروں کے پاس جا بیٹھتے ہیں تو پھر ان کی باتیں قبول کر لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ متقیوں کی صحبت میں رہیں اور وقت ملے تو استغفار، لاحول اور دعا کریں۔ دعا کی حقیقت سے لوگ کیسے بے خبر ہیں"۔

آیت نمبر ۴۳: "سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ............"۔ امام راغبؒ نے سُحت کے معنی "بیخ کنی اور استیصال کرنا" لکھے ہیں۔ اور فرمایا ہے کہ "اسی سے سُحت کا لفظ ہر اس ممنوع چیز پر بولا جانے لگا ہے جو باعث عار ہو کیونکہ وہ انسان کے دین اور مروت کی جڑ کاٹ دیتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ یعنی وہ چیز جو ان کے دین کا ناس کرنے والی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہر وہ گوشت جس کی مال حرام سے پرورش ہوئی ہو، سُحت ہے اور اسی سے رشوت کو سُحت کہا گیا ہے"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا اس آیت میں آنحضور ﷺ کو خدا تعالیٰ نے اختیار اور اجازت دی ہے کہ اگر یہ آپ کے پاس فیصلہ کروانے آتے ہیں تو آپ کی مرضی ہے کہ فیصلہ کریں یا انکار کریں۔ لیکن اگر فیصلہ کریں تو پھر حق اور انصاف پر مبنی ہونا چاہئے۔ بعض مرتبہ تو یہود آپؐ سے عرض کرتے تھے کہ تورات کے مطابق فیصلہ فرمادیں۔ لیکن بعض دفعہ وہ یہ عرض کرتے تھے کہ آپؐ جو مرضی ہے ہمارے درمیان فیصلہ فرمادیں اس کے بارہ میں فرمایا گیا ہے کہ انصاف اور حق کے ساتھ فیصلہ کر۔

آیت نمبر ۴۴: "وَ كَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَ عِنْدَهُمُ التَّوْرٰةُ............"۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہاں فرماتا ہے کہ ان کے پاس تو رات موجود ہے، جس کے مطابق وہ خود فیصلہ کر سکتے ہیں۔ دراصل آنحضورؐ کے پاس فیصلہ کروانے کے لئے آنے کا مقصد یہی ہے کہ شاید آپ کو تورات کی سخت سزاؤں کا علم نہیں ہوگا اور اس طرح یہ سخت سزاؤں سے بچ جائیں گے۔

آیت نمبر ۴۵: "اِنَّا اَنْزَلْنَا التَّوْرٰةَ فِيْهَا هُدًى وَّ نُوْرٌ............"۔ علامہ فخر الدین رازی لکھتے ہیں کہ "ہدایت سے مراد تو احکام اور اوامر و نواہی ہیں جبکہ نور سے مراد توحید، نبوت اور معاد ہیں"۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا اس بارہ میں مسلک دیگر مفسرین سے مختلف ہے چنانچہ آپؓ فرماتے ہیں "هُدًى وَّ نُوْرٌ: ہدایت اس لئے کہ اس میں نبی کریمؐ کی پیشگوئی ہے اور نور یہ کہ اس میں توحید بھی سکھائی ہے"۔

آیت نمبر ۴۶: "وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَاۤ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ............"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہاں عیسائی دوسروں کو مغالطہ دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ تورات میں تو تعلیم تھی جیسا قرآن میں بھی ذکر ہے کہ دانت کے بدلے دانت، کان کے بدلے کان وغیرہ یعنی سختی کی تعلیم تھی۔ لیکن حضرت عیسیٰؑ نے معافی کی اور نرمی کی تعلیم دی اس لئے عیسیٰؑ تورات کے متبع نہیں تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تورات ہی میں معافی کا ذکر موجود ہے۔ قرآن کریم کی اس آیت میں ہی ذکر ہے کہ "پس جو کوئی (از خود) بطور صدقہ اس (قصاص) کو معاف کر دے تو یہ اس کے لئے (اس کے گناہوں کا) کفارہ بن جائے گا"۔ گویا حضرت مسیحؑ نے سختی کو چھوڑ کر حالات کے مطابق نرمی کا پہلو اختیار کر لیا جو وقت کے لحاظ سے بہت موزوں تھا۔ پس حضرت مسیحؑ نے ہرگز ہرگز تورات کا ایک شوشہ بھی نہیں بدلا۔

كَفَّارَةٌ کے ضمن میں حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ قسموں کے توڑنے کا جو کفارہ کا ذکر قرآن کریم میں آتا ہے اگر اسے عام سمجھ لیا جائے تو اس طرح تو قسمیں توڑنا بہت آسان ہو جائے گا۔ لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ حقوق کے بارہ میں اس کی اجازت نہیں ہے۔ وہ بہر صورت ادا کرنے ہونگے کیونکہ آنحضورؐ کے فرمان کے مطابق تو مومن کا وعدہ ایسے ہی ہوتا ہے جیسے دوسرے کے ہاتھ میں چیز دے دی گئی ہے۔ ہاں البتہ نفل چیزوں کے بارہ میں قسم توڑنے اور پھر کفارہ ادا کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

آیت نمبر ۴۷: "وَقَفَّيْنَا عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ............"۔ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ۔ "الْاِنْجِيْلَ" کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "قرآن شریف انجیل کی تصدیق قول سے نہیں کرتا بلکہ فعل سے کرتا ہے کیونکہ جو حصہ انجیل کی تعلیم کا قرآن کے اندر شامل ہے اس پر قرآن نے عمل درآمد کروا کے دکھلا دیا ہے اور اس لئے ہم اسی حصہ انجیل کی تصدیق کر سکتے ہیں جس کی قرآن کریم نے تصدیق کی۔ ہمیں کیا معلوم کہ باقی کا رطب و یابس کہاں سے آیا۔ ہاں اس پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ پھر آیت وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ میں جو لفظ انجیل عام ہے اس سے کیا مراد ہے۔ وہاں یہ بیان نہیں ہے کہ انجیل کا وہ حصہ جس کا مصدق قرآن ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں الْاِنْجِيْل سے مراد اصل انجیل اور توریت ہے جو قرآن کریم میں درج ہو چکیں"۔ (البدر جلد ۲ نمبر ۳۲، ۲۸/ اگست ۱۹۰۳ء صفحہ ۲۵۰)

آیت نمبر ۴۸: "وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ............"۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہاں انجیل سے مراد اس کی بگڑی ہوئی صورت نہیں جس میں تین خداؤں کا ذکر ہے بلکہ اصل اور حقیقی انجیل کا ذکر ہے جس کی کچھ تعلیم کا ذکر قرآن کریم میں بھی ہے۔ جب حضرت مسیحؑ نے ہجرت کی تو بعض اناجیل بھی چھوڑی ہیں۔ ایک آکسفورڈ کے پروفیسر نے حاصل کی ہے اس کا مطالعہ کرنے پر پتہ چلتا ہے کہ کہیں بھی اس میں تثلیث کا ذکر تک نہیں پایا جاتا اور سراسر قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق ہے۔ ایسے عیسائیوں کا بھی ذکر ملتا ہے جو کہتے ہیں کہ ہم اسلام پر ایمان لے آئے اور چونکہ انجیل نے ہماری راہنمائی کی اس لئے ہم اپنے آپ کو عیسائی مسلمان کہتے ہیں۔

☆......☆......☆

درس القرآن ۱۹ر دسمبر ۱۹۹۹ء (سورۃ المائدہ آیت ۴۹ تا ۵۷)

آیت نمبر ۴۹: "وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ............"۔ مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ۔ حضور نے فرمایا کہ عیسائی اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن نے ہماری تورات کی تائید کر دی ہے۔ لیکن یہ غلط ہے کیونکہ قرآن نے تو پہلے کی تصدیق کی ہے لیکن ساتھ ہی فرمایا مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ اس پر قرآن کریم نگران اور محافظ ہے۔ اس کی جو سچی اور قائم رہنے والی تعلیم تھی وہ قرآن میں شامل ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ کے نوٹس مرتبہ بورڈ میں ہے کہ "کتاب کی نگرانی کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ اس سے پہلے جو بھی کتابیں موجود ہیں سب کی تعلیم اس کے اندر آگئی ہے اور اس کے متعلق وعدہ ہے کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ کہ یہ قیامت تک محفوظ رہے گا"۔

"لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّ مِنْهَاجًا............ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ............"۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "پہلے نوع انسان صرف ایک قوم کی طرح تھی اور پھر وہ تمام زمین پر پھیل گئے تو خدا نے ان کی سہولت تعارف کے لئے ان کو قوموں میں منقسم کر دیا۔ اور ہر ایک قوم کے لئے اس کے مناسب حال ایک مذہب مقرر کیا جیسا کہ وہ فرماتا ہے لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً...... ہر ایک قوم کے لئے ہم نے ایک مشرب اور مذہب مقرر کیا تا ہم مختلف فطرتوں کے جوہر بذریعہ اپنی مختلف ہدایتوں کے ظاہر کر دیں۔ پس تم اے مسلمانو! تمام بھلائیوں کو دوڑ کر لو کیونکہ تم تمام قوموں کا مجموعہ ہو اور تمام فطرتیں تمہارے اندر ہیں"۔ (چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۱۴۶)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس مضمون کو اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ یوں بیان فرمایا ہے کہ وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ہر قوم کے لئے ایک نصب العین مقرر کر دیا گیا ہے اور فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ تمہارے لئے نصب العین یہ ہے کہ ایک دوسرے سے نیکیوں میں سبقت لے جاؤ۔ میں نے بہت غور کیا ہے اور مطالعہ کیا ہے، یہ نصب العین کسی دوسری مذہبی کتاب میں نہیں پایا جاتا اور صرف قرآن کریم کی خصوصیت ہے۔

آیت نمبر ۵۰: "وَ اَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ............"۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ میں ان ممالک یعنی انگلستان وغیرہ میں آنے والوں کو ہمیشہ یہی نصیحت کرتا ہوں کہ ان اقوام کی اچھائیوں کو دوڑ کر لیا کرو۔ ان کی جو برائیاں ہیں، انہیں ہرگز نہ لیا کرو۔ بعض مرتبہ یہاں آنے والے ان کی برائیاں تو دوڑ کر لے لیتے ہیں لیکن اچھائیاں نہیں لیتے۔ اس بارہ میں احتیاط کرنی چاہئے۔

اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ۔ حضور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے یہاں "ان کے بعض گناہوں کے سبب" فرمایا ہے یعنی ہر گناہ یا کوتاہی پر نہیں پکڑا جاتا۔ لیکن بعض ایسی کوتاہیاں ہوتی ہیں جن پر خدا تعالیٰ پکڑ بھی لیتا ہے۔

آیت نمبر ۵۲: "يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ............"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا اس سے بعض سمجھتے ہیں کہ اگر حکم یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ کو ہرگز دوست نہ بنایا جائے۔ تو کیا انہیں نیکی کی باتیں بھی بتائی جا سکتی ہیں یا نہیں؟ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر یہود و نصاریٰ کو تبلیغ وغیرہ اور نیکی کی غرض سے دوست بنایا جائے تو اس آیت کی رو سے ہرگز غلط نہ ہوگا۔ ہاں ان کی شرک وغیرہ کی عادتوں میں ملوث نہ ہو جاؤ کہ ان ہی کے ہو کر رہ جاؤ۔

حضرت مصلح موعودؓ کے نوٹس مرتبہ بورڈ میں ہے کہ "پس غیر مذاہب والوں سے سلوک یا قسط منع نہیں بلکہ جائز ہے۔ جیسا کہ وہ معاملہ کرتا ہے ہمیں بھی کرنا چاہئے۔ اگر وہ حسن سلوک کرتا ہے تو ہمیں چاہئے کہ ہم بھی کریں۔ اگر ہم سے نہیں لڑتا تو ہم بھی اس سے نہ لڑیں۔ پس اچھا سلوک کرنا اور اچھا برتاؤ کرنا اور احسان کا بدلہ احسان سے دینا منع نہیں"۔

آیت نمبر ۵۳: "فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ............"۔ حضور نے فرمایا کہ جن کے دلوں میں بیماری ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں تو یہی ڈر رہتا ہے کہ کہیں ہمیں زمانے کی مار نہ پڑ جائے۔ اس لئے جب یہ دور بدلے گا تو ہمیں ان مشکلات سے نجات ملے گی لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ سب دوروں کا قصہ ہی ختم ہو جانے والا ہے کیونکہ سارا مکہ ہی فتح ہو جائے گا۔

دَآئِرَةٌ کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ کے نوٹس مرتبہ بورڈ میں ہے کہ "دَآئِرَةٌ: مصیبت (۲) انجام۔ آسمان کے چکروں کی وجہ سے دائرہ کہتے ہیں۔ پرانے زمانہ میں یہ خیال تھا کہ جتنی مصائب آتی ہیں وہ افلاک کی گردش سے آتی ہیں۔ اس خیال سے دَآئِرَةٌ کا لفظ مصیبت کے معنوں میں استعمال ہونے لگا"۔

اسی طرح اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِہٖ کے بارہ میں لکھا ہے کہ "اس سے یہ بھی مراد ہو سکتا ہے کہ وہی اسلام قبول کرلیں۔ یہ امر فتح کے بعد بیان کیا ہے جو فتح سے بالا ہے اور میرے نزدیک اس سے عرب کا مسلمان ہونا مراد ہے۔ ظاہر فتح میں تو پھر بھی ڈر رہتا ہے کہ دشمن کھڑا نہ ہو جائے لیکن سب لوگوں کے مسلمان ہو جانے سے یہ ڈر بھی نہیں رہتا"۔

آیت نمبر ۵۵: "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ .... لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآىٕمٍ......"حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ مجھے میرے حبیبؐ نے سات اعمال بجالانے کا حکم دیا۔(۱) مجھے آپ نے مسکینوں سے محبت کرنے اور ان کے قریب رہنے کا حکم دیا۔(۲) اور آپؐ نے مجھے اس بات کا حکم دیا کہ میں اپنے سے کم درجہ پر نظر رکھوں اور جو مجھ سے بالا ہو اس کی طرف نہ دیکھتا ہوں۔(۳) اور آپؐ نے مجھے حکم دیا کہ میں صلہ رحمی اختیار کروں اگرچہ مجھ سے قطع تعلقی اختیار کی جائے۔(۴) اور آپؐ نے مجھے حکم دیا کہ میں کسی سے کبھی بھی کوئی چیز نہ مانگوں۔(۵) اور آپؐ نے مجھے حکم دیا کہ میں ہمیشہ سچ بات کہوں اگرچہ وہ کڑوی ہو۔(۶) اور آپؐ نے مجھے حکم دیا کہ **میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈروں**۔(۷) نیز آپؐ نے مجھے حکم دیا کہ میں کثرت سے لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھتا رہوں۔ اور یہ باتیں اس خزانہ میں سے ہیں جو اس عرش کے نیچے ہے"۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۵ صفحہ ۱۵۹ مطبوعہ بیروت)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اپنے ذاتی تجربہ کے بارہ میں بھی بیان فرمایا ہے کہ "ایک دفعہ ایک لڑکے نے (جس کی پڑھائی پر میں نے ہزاروں روپیہ خرچ کیا تھا) مجھے خط میں لکھا کہ میں ناپاک مذہب اسلام کو چھوڑتا ہوں۔ مجھے بہت دکھ ہوتا اگر یہ آیت میرے ذہن میں نہ آجاتی"۔ پس خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر کوئی حق سے ارتداد اختیار کرتا ہے تو اس کی جگہ بڑی تعداد میں مخلصین عطا فرمایا کرتا ہے۔ پاکستان کے احمدی کسی لَوْمَةَ لَآىٕمٍ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے حق مسلک پر ڈٹے ہوئے ہیں اور اس بارہ میں بہت قربانی پیش کر رہے ہیں۔ اگر بعض ارتداد اختیار کرتے بھی ہیں تو پاکستان ہی میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے سینکڑوں بلکہ ہزاروں نئے احمدیت میں داخل ہو جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "یعنی خدا کی طرف سے یہ وعدہ ہے کہ ہمیشہ یہ حال ہوتا رہے گا کہ اگر کوئی ناقص الفہم دین اسلام سے مرتد ہو جائے گا تو اس کے مرتد ہونے سے دین میں کچھ کمی نہیں ہوگی بلکہ اس ایک شخص کے عوض میں خدا کئی وفادار بندوں کو دین اسلام میں داخل کرے گا کہ جو اخلاص سے اس پر ایمان لائیں گے اور خدا کے محب اور محبوب ٹھہریں گے"۔

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص، روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۲۶۳ حاشیہ نمبر ۱۱)

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ "میں نے سنا ہے کہ شیخ بٹالوی اس عاجز کے مخلصوں کی نسبت قسم کھا چکے ہیں کہ لَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ (الحجر: ۴۰) اور اس قدر غلو ہے شیخ نجدی کا استثناء بھی ان کے کلام میں نہیں پایا جاتا، تا صالحین کو باہر رکھ لیتے"۔

حضور ایدہ اللہ نے اس بارہ میں فرمایا کہ محمد حسین بٹالوی بہت تعلی کیا کرتا تھا اور یہی کہتا تھا کہ جو احمدی ہو گا اسے میں مرتد کروں گا۔ چنانچہ وہ روزانہ ریلوے سٹیشن پر جاتا، لوگوں کی خدمت بھی کرتا تھا اور انہیں کھانا بھی کھلاتا تھا۔ جب ان سے پوچھتا کہ کہاں جانا ہے اور وہ جواب میں کہتے کہ ہم نے قادیان جانا ہے تو کہتا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وہاں کیا کرنے جانا ہے۔ اگر وہاں گئے تو سب کچھ برباد ہو جائے گا۔ لیکن تب بھی ان کا جواب یہی ہوتا تھا کہ ہم نے قادیان ضرور جانا ہے۔ گویا اس سے خدمت بھی کروالیتے، کھانا بھی کھالیتے لیکن اس کی بات نہ مانتے اور قادیان ضرور جاتے۔ ایک صحابیؓ کہتے ہیں کہ **لوگوں کی جوتیاں قادیان جاتے جاتے گھس گئیں اور مولوی بٹالوی کی جوتیاں لوگوں کو قادیان جانے سے روکتے روکتے گھس گئیں۔**

آیت نمبر ۵۶، ۵۷: اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ .... علامہ رازی بیان کرتے ہیں کہ "اس آیت سے حضرت علیؓ کی امامت مراد لینے والوں کا جواب یہ ہے کہ اس آیت کے نزول کے وقت یہ امامت پر دلالت نہیں کر رہی تھی کیونکہ حضرت علیؓ رسول کریمؐ کی زندگی میں صاحب امر و نہی نہ تھے۔ اور اگر یہ مراد لی جائے تو اس آیت میں یہ پیشگوئی ہے کہ حضرت علیؓ بعد میں امام بنیں گے تو ہم جواب دیں گے کہ اگر اسے درست بھی مان لیا جائے تو ہم اسے حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے بعد آپ کی امامت پر چسپاں کریں گے۔ لیکن اگر ہم مراد محبت اور نصرت لیں تو یہ ولایت اسی زمانہ میں جب آیت نازل ہوئی تمام مومنین کو حاصل ہو گئی تھی"۔

حضور ایدہ اللہ نے شیعہ مترجم سید مقبول احمد دہلوی کی طرف سے پیش کردہ ایک روایت کا ذکر فرمایا جس کے مطابق آنحضورؐ سے پوچھا گیا کہ آپ کا وصی اور ہمارا ولی بعد آپ کے کون ہے؟ اس کے بعد حضور نے یہ ساری روایت بیان فرمانے کے بعد فرمایا کہ عجیب بے تکی باتیں شیعہ کرتے ہیں۔ جس حد تک شیعوں نے اسلام کو بگاڑا ہے اس کی کوئی حد نہیں۔ لیکن ان کا چونکہ رعب ہے اس لئے پاکستان میں ان کے خلاف سنّی کچھ نہیں کر سکتے۔ یہ اللہ کی بھی عجیب وغریب تشریح کرتے ہیں۔ اس آیت میں تو خدا تعالیٰ واضح طور پر فرماتا ہے کہ اللہ ہی تمہارا ولی ہے اور اس کا رسولؐ اور وہ لوگ جو ایمان لائے، جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ (خدا کے حضور) جھکے رہنے والے ہیں۔

مجلس سوال وجواب

آج چونکہ اتوار کا روز تھا اس لئے درس کے آخری ۱۵ منٹ سوالات کے لئے مختص تھے۔ جو سوالات پوچھے گئے اور حضور انور نے ان کے جواب ارشاد فرمائے ان میں سے بعض کا خلاصہ اپنے الفاظ میں درج ذیل کیا جاتا ہے۔ تفصیل جاننے کے لئے اپنی جماعت کے ذریعہ اس روز کے درس القرآن کی آڈیو یا ویڈیو کیسٹ حاصل فرما سکتے ہیں۔

سوال: ایک مرتبہ حضرت مسیح موعودؑ کے اتنے زیادہ مہمان آگئے کہ چارپائیاں بھی کم ہو گئیں۔ ان میں سر علامہ اقبال بھی شامل تھے۔ کیا ان کے بارہ میں علم ہو سکتا ہے کہ کتنے ایام یہ قادیان ٹھہرے تھے اور کیا اثر ہوا؟

جواب: حضرت مسیح موعودؑ آنے والوں کو یہی فرمایا کرتے تھے کہ کچھ یوم رک جائیں اور خود مشاہدہ کریں۔ اور اس طرح صحبت صالحین حاصل ہو گی لیکن چونکہ یہ لوگ تکبر کی وجہ سے کچھ عرصہ نہیں ٹھہرے تھے اس لئے سارے ہی مرتد ہو گئے تھے۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے متعدد مرتبہ جنت میں باغات اور نہروں وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔ ان کی حقیقت کیا ہے؟

جواب: قرآن کریم نے اشارے کئے ہوئے ہیں۔ مثلاً دودھ کے بارہ میں سب جانتے ہیں کہ بچہ صرف دودھ پر پلتا ہے اس سے اس کی ہڈیاں بھی بنتی ہیں اور گوشت بھی بنتا ہے گویا یہ مکمل غذا ہے۔ شہد بھی مکمل شفا ہے۔ شراب کے بارہ میں آتا ہے کہ اس سے پینے والوں کو نشہ نہیں آئے گا۔ اب وہ شراب ہی کیا جو نشہ نہ دے۔ دودھ کے بارہ میں کہا جاتا ہے جو کبھی سڑے گا نہیں۔ یہ سب دراصل استعارۃً بتایا گیا ہے اور ان میں اشارے پائے جاتے ہیں۔ آنحضورؐ نے فرمایا جنت ساری کائنات پر حاوی ہے۔ صحابہ نے پوچھا کہ پھر جہنم کہاں ہو گی تو حضورؐ نے جواب میں فرمایا یہ بھی وہیں ہو گی۔ تو یہ سب استعارے ہیں انہیں سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

سوال: چور عورت و مرد کا ہاتھ کہاں سے کاٹنا چاہئے؟

جواب: کلائی سے ہاتھ کاٹنا ہوتا ہے کیونکہ مقصد دراصل یہی ہے کہ دوسروں کو عبرت اور نصیحت حاصل ہو۔

سوال: آنحضرتؐ کے زمانہ میں جب ایک سردار عورت نے چوری کی تھی اور اس کی سزا میں تخفیف کی سفارش کرنے پر حضورؐ نے فرمایا تھا کہ خدا کی قسم اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کے بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ تو کیا وہ عورت عادی چور تھی، جو اس کے ہاتھ کاٹنے کا فیصلہ کیا گیا؟

جواب: حضور نے فرمایا کہ سارے حالات تو پتہ نہیں ہیں لیکن امکان یہی ہے کہ عادی چور ہی ہوگی۔ کئی عورتوں کو عادت ہوتی ہے کہ باوجودیکہ امیر ہوتی ہیں لیکن کسی دوکان میں جائیں تو کچھ نہ کچھ چرانے کی عادت بن گئی ہوتی ہے۔

سوال: بعض کہتے ہیں کہ روزہ کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ (Tooth Paste) کے ساتھ دانتوں کو صاف نہیں کرنا چاہئے البتہ مسواک کرنا درست ہے۔ اس بارہ میں اصل کیا ہے؟

جواب: حضور نے فرمایا کہ مسواک تازگی پیدا کرنے کے لئے ہی ہوتی ہے۔ مختلف مسواکوں کے مختلف Taste ہوتے ہیں۔ میرے نزدیک تو ٹوتھ برش استعمال کر سکتے ہیں البتہ پیسٹ کا جو ذائقہ ہوتا ہے اسے بار بار کلی کر کے اس کے اثر کو کلیۃً دور کر لیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ میں بھی اسی طرح کرتا ہوں۔

سوال: جب آدمی مرنے کے قریب ہوتا ہے تو اسے سورۃ یٰسین کیوں سنائی جاتی ہے؟

جواب: حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ سورۃ یٰسین میں ایک آیت ایسی ہے جو بالخصوص مومنین کے لئے خوشخبری ہے سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جب تلاوت کی جاتی ہے تو اکثر مومنین کا دم اسی آیت پر نکلتا ہے۔ میر محمد اسحٰق صاحبؓ کا آخری دم بھی اسی آیت پر نکلا تھا۔

(مرتبہ: منیر الدین شمس) (باقی اگلے شمارہ میں انشاء اللہ)

تزئین بہشتی مقبرہ قادیان

تزئین بہشتی مقبرہ کیلئے صدر انجمن احمدیہ قادیان نے حضور انور ایدہ اللہ کی منظوری سے مشروط بجٹ رکھا ہوا ہے اس مد میں ادا ہونے والی رقوم سے بہشتی مقبرہ کے گیٹ۔ فوارہ اور شاہ نشین کے رنگ وروغن بہشتی مقبرہ کی زیبائش و آرائش کے تعلق سے مختلف پودے اور بہشتی مقبرہ کے وسیع احاطہ وقبور کی صفائی کروائی جاتی ہے۔ اس بجٹ سے بہشتی مقبرہ کی سڑکوں کو پختہ کئے جانے کا منصوبہ زیر غور ہے جس کیلئے کافی اخراجات کی ضرورت ہے۔

بہشتی مقبرہ قادیان کا قیام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الہام الٰہی کے تحت اپنے دست مبارک سے فرمایا تھا۔ اس کی زیبائش و آرائش کا ہر طرح خیال رکھنا احباب جماعت کا فرض ہے۔ لہٰذا احباب کرام کی خدمت میں مد "تزئین بہشتی مقبرہ" میں زیادہ سے زیادہ رقوم ادا کرنے کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کار خیر میں حصہ لیکر ثواب کا مستحق بنائے آمین۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۹ء

تسلسل کیلئے دیکھیں شمارہ 11 مئی 2000

(قسط ۲ آخری)

ہمارا خدا - زندہ خدا

از محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

معزز سامعین! آیئے مَیں اب آپ کو امام الزّمان حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ السلام کے دَور کے چند واقعات سُناؤں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آج بھی ہم اُس زندہ اور حیّ و قیوم قادرِ مطلق خدا کا چہرہ دیکھ رہے ہیں۔

حضور علیہ السلام اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں:

خدا تعالیٰ نے میری تائید میں وہ نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ آج کی تاریخ سے جو ۱۶ر جولائی ۱۹۰۶ء ہے اگر مَیں ان کو فرداً فرداً شمار کروں تو مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔ اور اگر کوئی میری قسم کا اعتبار نہ کرے تو مَیں اس کو ثبوت دے سکتا ہوں۔

بعض نشان اِس قسم کے ہیں جن میں خدا تعالیٰ نے ہر ایک محل پر اپنے وعدہ کے موافق مجھ کو دُشمنوں کے شرّ سے محفوظ رکھا۔ اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جن میں ہر محل میں اپنے وعدہ کے موافق میری ضرورتیں اور حاجتیں اس نے پوری کیں۔ بعض نشان اِس قسم کے ہیں جن میں اُس نے بموجب اپنے وعدہ اِنِّی مُھِینٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ کے میرے پر حملہ کرنے والوں کو ذلیل اور رُسوا کیا۔ اور بعض نشان اس قسم کے ہیں جو مجھ پر مقدمات دائر کرنے والوں پر اُس نے اپنی پیشگوئیوں کے مطابق مجھ کو فتح دی.... اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جن میں دوستوں کے حق میں میری دُعائیں منظور ہوئیں اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جو شریر دُشمنوں پر میری بد دُعا کا اثر ہوا۔ اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جو میری دُعا سے بعض خطرناک بیماروں نے شفا پائی۔ اور اُن کی شفاء کی پہلے خبر دی گئی۔ اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جو میرے لئے اور میری تصدیق کیلئے عام طور پر خدا نے حوادثِ ارضی و سماوی ظاہر کئے۔ اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جو میری تصدیق کیلئے بڑے بڑے ممتاز لوگوں کو جو مشاہیر فقراء میں سے تھے خوابیں آئیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا جیسے سجادہ نشین صاحب العَلَم سندھ جن کے مرید ایک لاکھ کے قریب تھے اور جیسے خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں والے۔ اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں کہ ہزار ہا انسانوں نے محض اِس وجہ سے بیعت کی کہ خواب میں اُن کو بتلایا گیا کہ یہ سچّا ہے اور خدا کی طرف سے ہے اور بعض نے اِس وجہ سے بیعت کی کہ آنحضرت کو خواب میں دیکھا اور آپؐ نے فرمایا کہ دنیا ختم ہونے کو ہے اور یہ خدا کا آخری خلیفہ اور مسیح موعود ہے"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۷-۶۸)

اس کتاب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دو سو آٹھ نشان درج فرمائے ہیں۔ ان میں سے اِس وقت سوواں نشان پیش کرتا ہوں۔ حضور علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:-

"۱۰۰ واں نشان۔ براہین احمدیہ کی وہ پیشگوئی ہے جو اس کے صفحہ ۲۴۱ میں درج ہے اور پیشگوئی کی عبارت یہ ہے لا تیئَسْ مِنْ رَوْحِ اللّٰہِ اَلَا اِنَّ رَوْحَ اللّٰہِ قَرِیب اَلَا اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیب۔ یَأْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیق۔ یَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیق۔ یَنْصُرُكَ اللّٰہُ مِنْ عِنْدِہٖ۔ یَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُوْحِیْٓ اِلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰہِ وَلَا تَسْئَمْ مِنَ النَّاس۔

دیکھو صفحہ ۲۴۱ براہین احمدیہ مطبوعہ ۱۸۸۱ء و ۱۸۸۲ء مطبع سفیر الھند پریس امرتسر۔

ترجمہ: خدا کے فضل سے نومید مت ہو اور یہ بات سُن رکھ کہ خدا کا فضل قریب ہے۔ خبردار ہو کہ خدا کی مدد قریب ہے وہ مدد ہر ایک راہ سے تجھے پہنچے گی۔ اور ہر ایک راہ سے لوگ تیرے پاس آئیں گے اور اِس کثرت سے آئیں گے کہ وہ راہیں جن پر وہ چلیں گے عمیق ہو جائیں گی۔ خدا اپنے پاس سے تیری مدد کرے گا۔ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم آپ القاء کریں گے۔ مگر چاہئے کہ تو خدا کے بندوں سے جو تیرے پاس آئیں گے بد خلقی نہ کرے اور چاہئے کہ تو اُن کی کثرت دیکھ کر ملاقاتوں سے تھک نہ جائے۔ اِس پیشگوئی کو آج تک پچیس برس گزر گئے جب یہ براہین احمدیہ میں شائع ہوئی تھی۔ یہ ۱۹۰۷ء کی بات ہے جب حضور علیہ السلام نے یہ کتاب حقیقۃ الوحی تصنیف فرمائی تھی۔ اب تو اِس پیشگوئی پر سَو سال سے زائد گزر چکے ہیں اور ہر روز ایک نئی شان کے ساتھ یہ پیشگوئی پوری ہوتی چلی جا رہی ہے۔ (ناقل) اور یہ اُس زمانہ کی پیشگوئی ہے جب کہ مَیں زاویہ گمنامی میں پوشیدہ تھا اور ان سب میں سے جو آج میرے ساتھ ہیں، مجھے کوئی بھی نہیں جانتا تھا..... بعد اِس کے خدا تعالیٰ نے اِس پیشگوئی کے پورا کرنے کیلئے اپنے بندوں کو میری طرف رجوع دلایا اور فوج در فوج لوگ قادیان میں آئے اور آرہے ہیں اور نقد اور جنس اور ہر ایک قسم کے تحائف اس کثرت سے لوگوں نے دیئے اور دے رہے ہیں جن کا مَیں شمار نہیں کر سکتا۔ اور ہر چند مولویوں کی طرف سے روکیں ہوئیں اور اُنہوں نے ناخنوں تک زور لگایا کہ رجوعِ خلائق نہ ہو یہاں تک کہ مکّہ تک سے بھی فتوے منگوائے گئے اور قریباً دو سَو مولویوں نے میرے پر کفر کے فتوے دیئے بلکہ واجب القتل ہونے کے بھی فتوے شائع کئے گئے اب دیکھ لیں ان فتاویٰ کفر پر سو سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے۔ لیکن آج تک بھی مولویوں کی طرف سے وہی گھسے پٹے کفر کے فتوے شائع ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن دیکھنے والی بات یہ ہے کہ کفر کے اِن فتوؤں کا نتیجہ کیا نکل رہا ہے۔ حضور علیہ السلام نے ۱۹۰۷ء میں یہ فرمایا تھا۔) لیکن وہ اپنی تمام کوششوں میں نامراد رہے اور انجام یہ ہوا کہ میری جماعت پنجاب کے تمام شہروں اور دیہات میں پھیل گئی۔ اور ہندوستان میں بھی جا بجا یہ تخم ریزی ہو گئی بلکہ یورپ اور امریکہ کے بعض انگریز بھی مشرف باسلام ہو کر اِس جماعت میں داخل ہوئے اور اس قدر فوج در فوج قادیان میں لوگ آئے کہ یکوں کی کثرت سے کئی جگہ سے قادیان کی سڑک ٹوٹ گئی۔ اِس پیشگوئی کو خوب سوچنا چاہئے اور خوب غور سے سوچنا چاہئے کہ اگر یہ خدا کی طرف سے پیشگوئی نہ ہوتی تو یہ طوفانِ مخالفت جو اُٹھا تھا اور تمام پنجاب اور ہندوستان کے لوگ مجھ سے ایسے بگڑ گئے تھے جو مجھے پیروں کے نیچے کُچلنا چاہتے تھے۔ ضرور تھا کہ وہ لوگ اپنی جان توڑ کوششوں میں کامیاب ہو جاتے اور مجھے تباہ کر دیتے لیکن وہ سب کے سب نامراد رہے...... کون جانتا تھا اور کس کے علم میں یہ بات تھی کہ جب مَیں ایک چھوٹے سے بیج کی طرح بویا گیا اور بعد اس کے ہزاروں پیروں کے نیچے کُچلا گیا۔ اور آندھیاں چلیں اور طوفان آئے اور ایک سیلاب کی طرح شور بغاوت میرے اِس چھوٹے سے تخم پر پھر گیا۔ پھر بھی مَیں ان صدمات سے بچ جاؤں گا؟ سو وہ تخم خدا کے فضل سے ضائع نہ ہوا بلکہ بڑھا اور پھولا اور آج وہ ایک بڑا درخت ہے جس کے سایہ کے نیچے تین لاکھ انسان آرام کر رہا ہے۔" (صفحہ ۲۴۹-۲۵۱)

سامعین کرام! یہ تو ۱۹۰۷ء کی بات ہے آج تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے قریباً تین کروڑ انسان اِس سایہ دار درخت کے نیچے آرام کر رہے ہیں۔ اور آج دنیا یہ دیکھ رہی ہے کہ ۱۱۰ سال قبل قادیان کی اِس گمنام بستی سے جو ایک کمزور آواز اُٹھی تھی: ہزار مخالفتوں کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اُس میں ایسی قوّت اور شوکت بخشی ہے کہ دنیا بھر کے ۱۶۴ ممالک میں سچائی کی یہ آواز گونج رہی ہے۔ اور جماعت احمدیہ کے T.V. چینل "مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل" کے ذریعے مسلسل چوبیس گھنٹے Round the clock اور Round the Globe دنیا کے کونے کونے میں اسلام احمدیت کا پیغام دیکھا اور سُنا جا رہا ہے۔ یہ سب کس کے کام ہیں۔ یہ ہمارے قادرِ مطلق زندہ خدا کے افضال ہیں جن کو دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکی۔ پس کیا یہ سچ نہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ۔

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے

سامعین کرام! یہ سلسلہ قبولیتِ دُعا اور تائیداتِ ارضی و سماوی کے نشانات کا جس سے زندہ خدا کا چہرہ نظر آجاتا ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے روحانی فرزندِ جلیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکت سے آپ کے خلفائے کرام بلکہ جماعت احمدیہ کے سینکڑوں پاک نفوس اور سعید روحوں میں بھی نظر آرہا ہے۔ حتّٰی کہ آئے دن جو نئے افراد آغوش احمدیت میں آرہے ہیں اُن پر بھی زندہ خدا کی زندہ تجلّیات جلوہ افروز ہو رہی ہیں۔ اس کی تفصیل میں جانے کا وقت نہیں مَیں صرف حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہٗ اور چند پُرانے بزرگوں کے چند واقعات بیان کر کے آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کی ذات کے متعلق ایک ایمان افروز واقعہ بیان کرنے پر اکتفاء کروں گا۔

حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ آپ ہی کا بیان فرمودہ سماعت فرمائیں۔ فرماتے ہیں:

ایک دفعہ مَیں اچھے اُستاد کی تلاش میں وطن سے دُور چلا گیا۔ تین دن کا بھوکا تھا مگر کسی سے سوال نہیں کیا۔ مَیں مغرب کے وقت ایک مسجد میں چلا گیا۔ مگر وہاں کسی نے مجھے نہیں پوچھا اور نماز پڑھ کر سب چلے گئے۔ جب میں اکیلا تھا تو مجھے باہر سے آواز آئی نورالدین نورالدین! یہ کھانا آکر جلد پکڑ لو۔ مَیں گیا تو ایک مجمع میں بڑا پُر تکلف کھانا تھا۔ مَیں نے پکڑ لیا۔ مَیں نے یہ بھی نہیں پوچھا کہ یہ کھانا کہاں سے آیا ہے۔ کیونکہ مجھے علم تھا کہ خدا تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ مَیں نے خوب کھایا اور پھر برتن مسجد کی ایک دیوار کے ساتھ کھونٹی پر لٹکا دیا۔ جب مَیں آٹھ دس دن کے بعد واپس آیا تو وہ برتن وہیں آویزاں تھا۔ جس سے مجھے یقین ہو گیا کہ کھانا گاؤں کے کسی آدمی نے نہیں بھجوایا تھا۔ خدا تعالیٰ نے ہی بھجوایا تھا۔ (حیاتِ نور صفحہ ۲۷)

حضرت شیخ محمد افضل صاحب پٹیالوی کی روایت ہے کہ "جب حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خاں صاحب پٹیالہ میں اسسٹنٹ سرجن تھے تو ایک روز ہم چند دوستوں کے ساتھ شکار کھیلنے گئے۔ شکار کے پیچھے ہم دُور نکل گئے۔ ساتھی بچھڑ گئے اور ہم گھنے جنگل میں چلے گئے۔ ہوائی فائر کئے مگر ساتھی نہ مل سکے۔ کھانا اُن کے پاس تھا۔ ہم بھوکے وضو کر کے نمازیں ادا کرنے لگے۔ نماز میں میرے دل میں خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ اِس وقت گرم گرم حلوا کھلائے تو کتنا مزہ آئے۔ مَیں نے سلام پھیرا ہی تھا کہ ایک بچی جس کی عمر ۹-۱۰ سال کی ہو گی، ایک سینی میں حلوہ لے کر آئی اور میرے سامنے رکھ کر درختوں میں چلی گئی ہم دونوں نے الحمدللہ کہہ کر حلوہ کھایا تو نہایت

لذیذ۔ گرم اور شیریں تھا۔ گھی اِس قدر تھا کہ جی میں پان کھانے کا خیال آگیا۔ ابھی مَیں اپنی اُنگلیاں ہی صاف کر رہا تھا کہ وہی بچی پانوں کی طشتری لے کر آگئی۔ جب وہ جانے لگی تو مَیں نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا اور پوچھا بتا تو کون ہے اور کہاں سے آئی ہو۔ اس پر وہ رونے لگی اور ڈاکٹر صاحب نے کہا چھوڑ دو کیوں تنگ کرتے ہو بچی کو۔ وہ جلدی سے چلدی اور پھر نہ آئی۔ دوسری صبح کو ہمارے ساتھی ملے کہنے لگے یہاں تو دس دس کوس تک کوئی گاؤں نہیں"۔ (الفضل ۱۶ر مئی ۱۹۶۶ء صفحہ ۵)

یہ درست ہے کہ خدا تعالیٰ کے معجزات مادّی اسباب کے ذریعے بھی ظاہر ہوتے ہیں لیکن بعض اِس قسم کے واقعات یہ ثابت کرتے ہیں کہ خدا مادہ کا بھی محتاج نہیں ہے اور صرف اپنے کُن اور اپنے اَمر سے نیست سے ہست کرنے پر قادر ہے۔

☆- حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ فرماتے ہیں:

مَیں ایک دفعہ موضع گڈھو گیا اور وہاں کے بعض آدمیوں کو احمدیت کی تبلیغ کی اور واپسی پر اس موضع کی ایک مسجد کے برآمدے میں اپنی ایک پنجابی نظم کے کچھ اشعار جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد سے متعلق تھے لکھ دیئے۔ اتفاق کی بات ہے کہ اُس موضع کا نمبردار چوہدری اللہ بخش اُس وقت کہیں مسجد میں طہارت کر رہا تھا۔ اس نے مجھے مسجد سے نکلتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ ادھر راستہ میں وہاں کے امام مسجد مولوی کلیم اللہ نے بھی مجھے دیکھا۔ جب یہ دونوں آپس میں ملے تو انہوں نے میرے جنونِ احمدیت کا ذکر کرتے ہوئے مسجد کے برآمدہ میں ان اشعار کو پڑھا۔ اور یہ خیال کرتے ہوئے کہ اب ہماری مسجد اِس مرزائی نے پلید کر دی ہے یہ تجویز کیا کہ سات مضبوط جوانوں کو میرے پیچھے دوڑایا جائے جو میری مشکیں باندھ کر مجھے اُن کے پاس لے آئیں اور پھر میرے ہاتھوں ہی سے میرے لکھے ہوئے اشعار کو مٹوا کر مجھے قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے اِس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کیلئے سات نوجوانوں کو میرے پیچھے دوڑایا۔ مگر اُس زمانے میں مَیں بہت تیز چلنے والا تھا۔ اس لئے ان نوجوانوں کے پہنچنے سے پہلے ہی اپنے گاؤں آگیا اور وہ خائب و خاسر واپس لوٹ گئے۔ دوسرے دن اُسی گاؤں کا ایک باشندہ جو والد صاحب کا مرید تھا اور ان لوگوں کے بداراددوں سے واقف تھا، صبح ہوتے ہی والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا کہہ سنایا۔ والد صاحب نے اُس کی باتیں سنتے ہی مجھے فرمایا کہ جب ان لوگوں کے تیرے متعلق ایسے ارادے ہیں تو احتیاط کرنی چاہئے۔ مَیں نے جب یہ واقعہ اور والد صاحب کا فرمان سُنا تو وضو کر کے نماز شروع کر دی اور اپنے مولا کریم سے عرض کیا کہ یہ لوگ مجھے تیرے پیارے مسیح کی تبلیغ سے روک دیں گے اور اس طرح مَیں تبلیغ کرنے سے محروم رہوں گا۔ یہ دُعائیں بڑے اضطراب اور قلق سے مانگ رہا تھا کہ مجھے جائے نماز پر ہی غنودگی سی محسوس ہوئی اور مَیں سو گیا۔ سونے کے ساتھ ہی میرا غریب نواز خدا مجھ سے ہمکلام ہوا اور نہایت رأفت اور رحمت سے فرمانے لگا۔ "وہ کون ہے جو تجھے تبلیغ سے روکنے والا ہے۔ اللہ بخش نمبردار کو مَیں آج سے گیارہویں دن قبر میں ڈال دوں گا"۔

صبح ہوتے ہی مَیں ناشتہ کر کے موضع گڈھو پہنچ گیا اور جاتے ہی اللہ بخش نمبردار کا پتہ پوچھا۔ لوگوں نے کہا کہ کیا بات ہے مَیں نے کہا کہ اُس کیلئے مَیں ایک الٰہی پیغام لایا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ اللہ بخش آج سے گیارہویں دن قبر میں ڈالا جائے گا۔ اور کوئی نہیں جو اِس تقدیر کو ٹال سکے۔ کہنے لگے وہ تو موضع لالہ چک جو گجرات سے مشرق کی طرف ایک گاؤں ہے وہاں چلا گیا ہے۔ مَیں نے کہا کہ پھر تم لوگ گواہ رہنا کہ وہ آج سے گیارہویں دن قبر میں ڈالا جائے گا۔ اور کوئی نہیں جو اِس تقدیر کو ٹال سکے۔ میرا یہ پیغام سنتے ہی اہل محفل پر سناٹا سا چھا گیا۔ اب وہ تقدیر مبرم اس طرح ظہور میں آئی کہ چوہدری اللہ بخش ذات الجنب اور خونی اسہالوں سے لالہ چک میں بیمار ہو گیا۔ مرض چند دنوں میں ہی اتنا بڑھا کہ اُس کے رشتہ دار اُسے لالہ چک سے اُٹھا کر گجرات کے ہسپتال میں لے آئے۔ اور وہ وہاں ٹھیک گیارہویں دن اِس دنیائے فانی سے کوچ کر گیا اور اُسے اپنے گاؤں موضع گڈھو کا قبرستان بھی نصیب نہ ہوا۔ فاعتبروا یا اُولی الابصار!

(حیاتِ قدسی حصہ اوّل صفحہ ۲۳-۲۴)

آخر میں سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کے متعلق ایک ایمان افروز واقعہ پیش کر کے اپنی تقریر کو ختم کروں گا۔

یہ ماہ اپریل ۱۹۸۴ء کا واقعہ ہے جب پاکستان کے ڈکٹیٹر جنرل ضیاء الحق نے جماعت احمدیہ کے خلاف ظالمانہ آرڈیننس جاری کر کے ہر طرح کے مذہبی اور انسانی حقوق سے جماعت کو محروم کر دیا۔

تب منصبِ خلافت کی ذمہ داریوں کی کماحقہٗ ادائیگی کی غرض سے ہمارے پیارے امام کو پاکستان سے ہجرت کر جانا ضروری ہو گیا تھا۔ دوسری طرف ضیاء الحق نے ہر طرف سے ناکہ بندی کر دی تھی اور ہوائی اڈوں پر یہ ہدایت بھجوا دی گئی تھی کہ امام جماعت احمدیہ کو ملک سے باہر نہ نکلنے دیا جائے۔ لیکن خدا کی قدرت دیکھئے کہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ربوہ سے بذریعہ کار روانہ ہو کر ۷۰۰ کیلو میٹر کا سفر طے کر کے کراچی ایئرپورٹ پہنچے اور باقاعدہ پاسپورٹ وغیرہ کے اندراج کے بعد بذریعہ ہوائی جہاز لندن پہنچ گئے۔ ہجرت کے اِس ایمان افروز واقعہ کی تفصیل لمبی ہے مختصر یہ کہ کراچی ایئرپورٹ پر جب آپ کا پاسپورٹ امیگریشن کیلئے دیا گیا تو متعلقہ آفیسر یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ جنرل ضیاء الحق کے حکمنامے پر تو یہ لکھا ہے کہ

"مرزا ناصر احمد کو جو اپنے آپ کو جماعت احمدیہ کا خلیفہ کہتے ہیں، پاکستان کی سرزمین چھوڑنے کی ہرگز اجازت نہیں"۔

لیکن اِس پاسپورٹ پر امام جماعت احمدیہ کے ساتھ نام مرزا ناصر احمد کی بجائے مرزا طاہر احمد لکھا ہوا ہے۔

اس کی وضاحت حاصل کرنے کیلئے متعلقہ آفیسر مسلسل دو گھنٹے تک اسلام آباد سے مسلسل رابطہ کرتا رہا لیکن رات کے دو بجے اُدھر سے کوئی تسلی بخش جواب نہیں مل سکا۔ اسی کشمکش میں جہاز کی روانگی کے مقررہ وقت میں ایک گھنٹے کی تاخیر ہو گئی۔ بالآخر حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ کے پاسپورٹ کے اندراج وغیرہ کی کارروائی مکمل کر کے جہاز کو پرواز کی اجازت دیدی گئی اور آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر وعافیت لندن پہنچ گئے۔ اگلے دن جب صبح اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی کہ امام جماعت احمدیہ لندن پہنچ چکے ہیں تو ضیاء الحق کی آتش غضب اور حسرت کی جو حالت تھی وہ ناقابل بیان ہے۔ غلطی اُس کی اپنی تھی جو حکمنامے میں حضرت مرزا طاہر احمد کی جگہ تیسرے خلیفہ جو دو سال قبل وفات پا چکے تھے حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کا نام لکھ دیا کہ ان کو پاکستان سے باہر جانے کی اجازت نہیں ہے۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ یہ غلطی اُس سے خدائی تصرف کے نتیجہ میں ہوئی تھی لیکن اس ظالم حکمران نے اپنی غلطی پر نادم ہونے کی بجائے ہوائی اڈہ کے متعلقہ افسران کو اپنے عتاب کا نشانہ بنایا۔ اور پھر اس کے بعد مظلوم احمدیوں کو اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بناتا رہا۔ حضرت امام جماعت احمدیہ نے بار بار اس کو متنبہ کیا کہ اِس ظلم اور سفاکی سے باز آجاؤ اور بالآخر مباہلہ کا چیلنج دیا اور یہ وضاحت فرما دی تھی کہ اگر ضیاء الحق ظاہری طور پر مباہلہ کے چیلنج کو قبول کرنے کا اعلان نہیں بھی کرتا ہے لیکن اگر ظلم و ستم سے باز نہیں آتا تو پھر خدا کے نزدیک وہ مباہلہ میں فریق شمار ہو جائے گا۔ اور خدا کی گرفت سے بچ نہیں سکے گا۔ حتی کہ ۱۲ر اگست ۱۹۸۸ء کے خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع امام جماعت احمدیہ نے واشگاف الفاظ میں یہ اعلان فرما دیا تھا کہ

"اب یہ شخص خدا کی پکڑ اور سزا سے بچ نہیں سکتا"۔

چنانچہ اِس اعلان کے پانچ دن بعد ہی دنیا نے یہ قہری نشان دیکھا کہ ۱۷ر اگست ۱۹۸۸ء کو جنرل ضیاء الحق اپنے ۲۸ جرنیلوں سمیت، ہوائی قلعہ سمجھے جانے والے ہرکیولس سی-۱۳۰ جیسے مضبوط ترین طیارے کے فضا میں ایک دھماکہ کے ساتھ پھٹ جانے اور خوفناک شعلوں سے تباہ ہو جانے کے سبب اِس طرح ہلاک ہو گیا کہ اس کے وجود کو نہ آسمان نے قبول کیا اور نہ زمین نے۔ حتی کہ تدفین کیلئے بھی اس کے جسم کا کوئی عضو ہاتھ نہ آیا۔

سامعین کرام! یہ تفصیل ہر عام فہم انسان پر یہ بات روشن کر رہی ہے کہ یہ کوئی اتفاقی حادثہ نہیں تھا بلکہ حضرت امام جماعت احمدیہ کی دُعائے مباہلہ اور قبل از وقت بیان کردہ پیش خبری کے مطابق خدائے قادر و قہار کی طرف سے ایک قہری نشان تھا- پس وہ جو زندہ اور حیّ و قیوم خدا ہے اِس طرح اپنے بے بس اور مظلوم بندوں کو ظالموں کے ظلم سے نجات بخشتا ہے۔ اس طرح ایک مرتبہ پھر یہ بات ثابت ہو گئی کہ

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے
جس بات کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR & MARUTI

P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎2370509

STAR
☎ 543105
CHAPPALS
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP. BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY
KANPUR-1- PIN 208001

شریف جیولرز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
☎ دوکان: 0092-4524-212515
رہائش: 0092-4524-212300
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

بقیہ صفحہ: (12)

اور غربت کے ازالہ کیلئے ایک دعا موطا امام مالک میں مروی ہے کہ رسول اللہؐ دعا مانگا کرتے تھے اے اللہ اے صبحوں کو اندھیروں سے پھاڑنے والے رات کو سکون کا باعث اور سورج اور چاند کو حساب کا ذریعہ بنانے والے میری طرف سے قرض چکادے اور مجھے فقر سے غنی کردے اور میری سماعت میری بصارت اور میری طاقتوں کو اپنے رستے میں میرے لئے مفید بنا۔

ایک روایت سنن نسائی سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ کی بیان فرمائی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ میں کفر اور غربت سے تیری پناہ مانگتا ہوں فرمایا یہ دعا بھی اس زمانہ میں بہت ضروری ہے کیونکہ بسا اوقات فقر بھی کفر پر منتج ہو جاتا ہے فرمایا اس دور میں جو بڑے بڑے اشتراکی انقلاب آئے ہیں وہ اس بات کا نمونہ ہیں کہ آنحضور ﷺ کی اس پیشگوئی کے مطابق غربت کفر میں تبدیل ہو گئی اور یہ سب لوگ خدا کے منکر ہو بیٹھے فرمایا پس آج کل کے زمانہ میں خصوصیت سے اس دعا کا اہتمام کرنا چاہئے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا ہو اور اس میں لغو اور بے کار باتوں کی کثرت ہو گئی ہو اور اسنے مجلس سے اٹھنے سے پہلے یہ دعا مانگی کہ اے میرے اللہ تو پاک ہے اپنی تمام تعریفوں کے ساتھ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتے ہوئے جھکتا ہوں تو اللہ تعالیٰ اس مجلس میں سرزد ہونے والے اس کے قصور کو معاف کردیگا فرمایا ایسی مجلسوں سے اٹھتے وقت یہ دعا ضرور مانگی چاہئے ابن ماجہ سے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بیان فرمائی کہ جب حضور ﷺ اپنے بستر پر لیٹتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھتے پھر یہ دعا کرتے اے اللہ مجھے اس دن عذاب سے بچانا جب تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا یا جمع کرے گا فرمایا حضورؐ کے سونے کا طریق یہ تھا کہ آپ دائیں طرف لیٹتے اور دایاں ہاتھ ہمیشہ اپنے مبارک کلّے کے نیچے رکھتے۔

ابن ماجہ میں ابو سلام سے روایت ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا کوئی مسلمان یا کوئی انسان یا کوئی بندہ ایسا نہیں جو یہ دعا صبح اور شام کرے رضیت بالله ربًّا وبالإسلام دينًا وبمحمد نبيا

<u>یعنی میں اللہ کے رب ہونے اسلام کے دین ہونے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہوں تو اللہ پر یہ حق بنتا ہے کہ وہ قیامت کے دن اس پر راضی ہو جائے۔</u>

ابن ماجہ سے حضرت جبیر رضی اللہ کی روایت سنائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح اور شام یہ دعائیں کبھی نہ چھوڑا کرتے تھے اے اللہ میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عفو اور عافیت چاہتا ہوں اے اللہ میں تجھ سے اپنے دینی اور دنیوی معاملات میں عفو اور عافیت کا طلبگار ہوں اے اللہ میرے عیوب ڈھانپ دے اور میرے اندیشوں کو امن میں بدل دے۔ اور میری حفاظت فرما میرے آگے سے پیچھے سے دائیں سے بائیں سے اور میرے اوپر سے اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ اچانک میرے نیچے سے کوئی مصیبت نہ آپڑے فرمایا اس سے مراد ہر پہلو سے اللہ کی امان ہو۔ اور اللہ کی امان حضورؐ کو حاصل تھی مگر زمین سے مراد یہ ہے کہ زمینی لوگ اگر میرے خلاف اٹھ کھڑے ہوں تو مجھے ان سے بھی پناہ دے زمین کے پھٹنے سے کئی قسم کے زلزلے بھی مراد ہیں جس پر انسان کا کوئی اختیار نہیں ہوتا حضورؐ اس سے بھی اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے کھانا کھانے کی دعا کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا اندازہ کریں کتنی چیزیں ہیں جو ہم نے اپنی نسلوں کو سکھانی ہیں۔ ہر چھوٹے سے چھوٹے ادب کو حضورؐ نے سکھایا ہے۔

ترمذی سے ایک روایت بیان فرمائی کہ آنحضور صلعم جب کچھ کھانے یا پینے لگتے تو یہ دعا کرتے تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں جس نے کھلایا پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا۔

ترمذی سے ایک روایت آپ نے سنائی کہ آنحضرت ﷺ نے دعا کی کہ اے اللہ آل محمد کیلئے اتنا رزق مقدر کردے جو ان میں زندگی کی رمق باقی رکھنے کیلئے ضروری ہو۔ یعنی آل محمد بھوکی نہ رہے۔ فرمایا اس وقت بہت سے آل محمد میں سے لوگ ہیں تو ان کے لئے بھی دعا کرنی چاہئے کہ اے اللہ آل محمد کو اتنا رزق ضرور دے کہ وہ بھوکے نہ مریں ان میں زندگی کی رمق باقی رہے۔

تسبیح تحمید تکبیر کی برکات کے سلسلہ میں مسلم کتاب الصلوٰۃ سے ایک لمبی روایت بیان فرمائی آخر پر حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس دعاؤں کی قبولیت کے بارہ میں بیان فرمایا۔

ارشاد نبویؐ

خَيرُ الزَّادِ التَّقوىٰ

سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے

﴿منجانب﴾

رکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبان دعا:۔

آٹو ٹریڈرز

Auto Traders

16 مینگو لین کلکتہ 700001

دکان- 248-1652, 248-5222

رہائش- 243-0794, 27-0471

بقیہ صفحہ: (2)

آسمان کے نیچے بد ترین مخلوق ہوں گے یعنی گھناؤنے اعمال کے اعتبار سے تمام مخلوقات میں سے بدتر مخلوق مسیح موعودؑ کے مخالف علماء کو کہا گیا ہے کہ شر پھیلانا اور فتنے اٹھانا ان کا روزمرہ کا معمول ہوگا۔

انصاف پسندوں سے ہم عرض کرنا چاہتے ہیں کہ اس قسم کے مدرسے اور ایسی گھناؤنی کارروائیاں یقیناً اس قابل ہیں کہ ان پر گہری نظر رکھی جائے۔ یہی وہ مدرسے ہیں جو پاکستان میں بعض جگہوں پر ایسی ہی حالت میں چل رہے ہیں اور جنہیں اپنے مد مقابل کو تشدد اور نقصان پہنچانے کیلئے استعمال کیا جاتا ہے کہیں یہ مدرسے سپاہ صحابہ کے نام پر چل رہے ہیں تو کہیں جماعت اسلامی کی فوج کے نام پر چل رہے ہیں اور کہیں طالبان کے نام پر چل رہے ہیں بالآخر یہ مدرسے آج خود مسلمانوں کیلئے ناسور بن کر رہ گئے ہیں اس لئے کہ آپ غور کرکے دیکھ لیں کہ ان سے نازل ہونے والے مصائب کا زیادہ تر شکار خود مسلمان ہو رہے ہیں چاہے وہ افغانستان کے مسلمان ہوں یا پاکستان کے مختلف فرقوں کے مسلمان یہ مدرسے صرف قادیانیوں کے خلاف جہاد نہیں بلکہ دیوبندی مدرسے بریلویوں شیعوں اور کئی دوسرے فرقوں کے خلاف عذاب جان ہیں اور بریلوی مدرسے دیوبندیوں مودودیوں اور دیگر فرقوں کیلئے مصیبت شدید کا باعث بن چکے ہیں کیونکہ دیوبندیوں کے نزدیک بریلوی مرتد اور واجب القتل ہیں اور بریلویوں کے نزدیک دیوبندی مرتد اور واجب القتل ہیں اور اگر آج سرحدی صوبہ مشرقی پنجاب میں بھی ایسے ہی مدرسوں کو کھلی چھٹی دی گئی تو چند دنوں میں یہ مدرسے مسلمانوں کیلئے ہی نہیں بلکہ دیگر مذاہب کے لئے بھی وبال جان بن جائیں گے اور ممکن ہے کہ دشمن کی یہی سازش ہو کہ قادیانیوں پر تشدد سے اس مسئلہ کی شروعات کی جائے کیونکہ قادیانیوں پر تشدد کو ہندوستان کی ووٹوں کی سیاست کے پیش نظر دیگر ملاں اور سیاستدان اس قدر اہمیت نہیں دیں گے لہٰذا اس بہانے تشدد کی کھائی کو وسعت دینے کا موقع مل سکتا ہے اور پھر جب جڑیں مضبوط ہو جائیں گی تو پھر اپنے نشانہ کو حاصل کرنے کیلئے دیگر مذاہب تک بھی تشدد اور بدامنی کی اس زہریلی فضا کو پھیلایا جا سکتا ہے۔

ہم یہ بات بلا ثبوت نہیں کہہ رہے بلکہ پاکستان کی چھپی ہوئی انہی کتابوں سے ان حوالہ جات کو پیش کرتے ہیں جس میں پہلے قادیانیوں پر تشدد اور قتل کی تعلیم دی گئی ہے اور ساتھ ہی ان کتب میں پھر غیر مسلموں پر تشدد و نفرت کی بنیادیں بھی ڈالی گئی ہیں اور یہ کتب پاکستان سے آکر دھڑا دھڑ دار العلوم دیوبند سے چھپ رہی ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ فرمایئے "تحفظ ختم نبوت دار العلوم دیوبند والوں کی کتاب "قادیانی مسائل" یہ کتاب ایک پاکستانی ملاں۔ مولانا محمد یوسف لدھیانوی کی ہے۔ جسے حال ہی میں پاکستان میں دیوبندیوں کے مخالف کسی گروپ نے بھرے بازار میں 18 مئی کو موت کے گھاٹ اُتار دیا ہے۔ ظاہر ہے تشدد اور قتل و غارت کی تعلیم کے نتیجہ میں تشدد کے ہی بچے پیدا ہوتے ہیں اور پھر تشدد کی تلوار کبھی اپنے ہی سر کے بھی دو ٹکڑے کر سکتی ہے اس کتاب میں مقتول ملاں محمد یوسف لدھیانوی لکھتا ہے۔

"مرتد کا حکم یہ ہیکہ اس کو تین دن کی مہلت دی جائے اور اس کے شبہات دور کرنے کی کوشش کی جائے اگر ان تین دنوں میں وہ اپنے ارتداد سے توبہ کر کے سچا پکا مسلمان بن کر رہنے کا عہد کرے تو اس کی توبہ قبول کی جائے اور اسے رہا کر دیا جائے (یعنی تین دن بھی قید کر کے رکھا جائے ناقل) لیکن اگر وہ توبہ نہ کرے تو اسلام سے بغاوت کے جرم میں اسے قتل کر دیا جائے۔

جمہور ائمہ کے نزدیک مرتد خواہ مرد ہو یا عورت ایک ہی حکم ہے"

(قادیانی مسائل صفحہ ۱۳ شائع کردہ کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دار العلوم دیوبند)

ملاں لدھیانوی نے جس طرح مرتد کے قتل کا فتویٰ دیا ہے بالکل اسی طرح اس کے مخالف بریلوی والوں نے بھی اس کیلئے یہی فتویٰ شائع کر رکھا ہے جس کی تلوار نے اب ملاں لدھیانوی کو ارتداد کی سزا میں موت کے گھاٹ اُتار دیا ہے۔

اب ہزار پاکستانی انتظامیہ اسے تشدد اور دہشت گردی کہے دیوبندی مخالف گروپوں نے تو عین "اپنے" اسلام کے مطابق ہی یہ قتل کیا ہے۔

مذکورہ کتاب قادیانی مسائل میں جہاں احمدیوں کے خلاف سخت بد اخلاقی کی تعلیم دی گئی ہے وہیں سوال و جواب کے رنگ میں دیگر غیر مسلموں کے متعلق بھی درج ذیل تعلیم ہے لکھا ہے۔

"سوال:۔ کیا قادیانیوں یا کسی غیر مسلم سے دوستی رکھنا جائز ہے؟۔

جواب:۔ حرام ہے۔ (قادیانی مسائل صفحہ ۱۷)

پھر یہی ملاں محمد یوسف لدھیانوی اپنی کتاب "قادیانی مُردہ" میں احمدیوں کے ساتھ ساتھ دیگر غیر مسلموں کے متعلق اپنے مریدوں کو درج ذیل تعلیم دیتا ہے۔

"حضرات فقہاء نے مسلم و کافر کے امتیاز کی یہاں تک رعایت کی ہے کہ اگر کسی غیر مسلم کا مکان مسلمانوں کے محلے میں ہو تو اس پر علامت کا ہونا ضروری ہے کہ یہ غیر مسلم کا مکان ہے تا کہ کوئی مسلمان وہاں کھڑا ہو کر دُعا سلام نہ کرے"۔ (قادیانی مردہ شائع کردہ دار العلوم دیوبند صفحہ ۱۶)

کیا یہ حوالے ثابت نہیں کرتے کہ احمدیوں کے بعد اب اگلا نشانہ دیگر مذاہب کے لوگ بننے والے ہیں بالکل اسی طرح جیسے پاکستان میں احمدیوں کے بعد پہلے شیعہ اور اب سنی بھی اپنی بد قسمتی کو رو رہے ہیں۔ پس دوسرے کے گھر پر لگی آگ کو دیکھ کر مطمئن نہ ہو جائیں بلکہ ہوا کے اس رُخ کو دیکھنے کی کوشش کریں جو اس آگ کو عنقریب آپ کے گھر کی طرف بھی دھکیلنے کیلئے بے تاب ہے۔ (باقی)

(منیر احمد خادم)

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs/- 200
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

☎ (0091) 01872-70757
01872-71702
FAX:(0091) 01872-70105

Vol - 49 Thursday, Ist June 2000 Issue No: 22

حدیثوں سے پتہ چلتا ہے کہ دراصل توحید کا اقرار ہی اسم اعظم ہے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ فرمودہ ۱۹ر مئی ۲۰۰۰ مسجد فضل لندن

قادیان (ایم ٹی اے) تشہد تعوذ سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے سورہ مومن کی آیت 65 کی تلاوت کرکے اس کا ترجمہ بیان فرمایا پھر فرمایا یہ وہی دعاؤں کا سلسلہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے اپنی امت کیلئے ہمیشہ مانگیں اور ہمیں بھی یہ دعائیں مانگنے کی تلقین فرمائی فرمایا سب سے پہلے اسم اعظم کے متعلق حدیثوں کی روشنی میں ذکر کرتا ہوں فرمایا اسم اعظم کے متعلق مختلف احادیث مشہور ہیں کہ یہ اسم اعظم ہے لیکن جب میں نے احادیث پر غور کیا ہے تو اصل اسم اعظم اللہ کی توحید کا اقرار ہی ہے اور سب کا خلاصہ یہی بنتا ہے کہ یہی اسم اعظم ہے لا الہ الا ھو چنانچہ مختلف وقتوں میں مختلف اسم اعظم قرار دینے کی جو حدیثیں ملتی ہیں ان میں سب سے پہلے حضرت انسؓ کی حدیث بیان کرتا ہوں جو سنن ترمذی سے لی گئی ہے حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم مسجد میں داخل ہوئے جبکہ ایک شخص نماز سے فارغ ہوا تھا اور دعا کر رہا تھا اور اپنی دعا میں یہ کہہ رہا تھا اے اللہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو بہت احسان کرنے والا ہے تو زمین اور آسمان کو بغیر کسی سابق نمونے کے پیدا کرنے والا ہے۔ تو صاحب جلال و اکرام ہے اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ اس نے کس واسطے سے اللہ سے دعا کی ہے اس نے اللہ سے اس کے اسم اعظم کے واسطے سے دعا کی ہے جس کے ذریعہ اگر اللہ سے دعا کی جائے تو اسے قبول فرماتا ہے اور اس کے ذریعے سے اگر اس سے کوئی چیز مانگی جائے تو اللہ عطا فرماتا ہے فرمایا اس کا جو پہلا حصہ ہے کہ اے اللہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں باقی حدیثوں سے بھی یہی پتہ چلے گا کہ دراصل توحید کا اقرار ہی اسم اعظم ہے اس کے بعد حضور نے ایک روایت ترمذی کتاب الدعوات سے حضرت اسما بنت یزید کی بیان فرمائی کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ کا اسم اعظم مندرجہ ذیل دو آیات میں مذکور ہے وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اور سورہ ال عمران کی ابتدائی آیت الٓمّٓ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ اس کے بعد حضور نے ایک روایت سنن ترمذی سے عبد اللہ بن بریدہ الاسلمیؓ کی بیان فرمائی آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کو دعا کرتے سنا وہ کہہ رہا تھا اے اللہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو واحد ہے اور صمد ہے جس نے نہ کسی کو جنا اور نہ اس کو کسی نے جنا اور تیرا کوئی ہمسر نہیں اور تو ایک ہے کہتے ہیں کہ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم اس نے اللہ کے اس اسم اعظم کے حوالے سے دعا کی ہے۔ جس کے ذریعہ سے اگر دعا کی جائے تو قبول ہوتی ہے اور اس کے ذریعہ اگر مانگا جائے تو دیا جاتا ہے حضور نے ابن ماجہ ترمذی موطا امام مالک سے بعض احادیث مع ترجمہ بیان کیں جس میں حضورؐ نے مختلف دعائیں کی ہیں بعدہ حضور انور نے موطا امام مالک کتاب الجامع سے حضرت یحییٰ بن سعید کی روایت سے ایک دلچسپ حدیث بیان کی کہ حضرت خالد بن ولید جو بڑے بہادروں میں سے ایک سمجھے جاتے تھے نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ میں نیند میں بہت ڈرتا ہوں آپ نے فرمایا یہ پڑھ لیا کرو اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ غَضَبِہٖ وَعِقَابِہٖ وَشَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنَ میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے کلمات کی اس کے غضب سے اس کے عذاب سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیطانوں کے وسوسوں سے اور یہ کہ شیطان میرے پاس آئیں۔ حضور انور نے ایک روایت سنن نسائی سے بیان فرمائی کہ آنحضرت ﷺ ان کلمات کے ساتھ دعا کیا کرتے تھے اے اللہ میں قرض کے غلبے اور دشمن کے غلبہ اور شماتت اعداء سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ فرمایا یہ دعا شاید پہلے بھی گذر چکی ہے مگر مختلف احادیث کے حوالے سے بعض دعائیں ایسی ہیں جن پر جتنا زور دیا جائے اتنا ہی کم ہے فرمایا قرض کا غلبہ بہت بری بلا ہے اسی طرح دشمن کا غلبہ بھی بہت بری بلا ہے اور ایسی حالت جس پر دشمن ہنسے اور مذاق اڑائے یہ بہت ہی تکلیف دہ صورتیں ہیں جن سے رسول کریم ﷺ ہمیشہ پناہ مانگا کرتے تھے۔ حضور نے مسلم سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سنائی کہ آنحضرت ﷺ بری قضا اور سخت بدبختی میں مبتلا ہونے سے اور شماتت اعداء اور ابتلاء کی سختی سے پناہ مانگا کرتے تھے سنن نسائی سے حضور نے ایک حدیث سنائی کہ آنحضرت ﷺ بخل اور بزدلی اور سینہ کے فتنے اور قبر کے عذاب سے پناہ مانگا کرتے تھے فرمایا سینے میں فتنے سے مراد وہ وساوس ہیں جو سینے میں پیدا ہوتے رہتے ہیں خواہ ان کو انسان ظاہر کرے یا نہ کرے شیطانی خیالات جو دل میں پیدا ہوتے رہتے ہیں ان سب کے خلاف آنحضورؐ دعا مانگا کرتے تھے فرمایا بخیل ہی دراصل بزدل ہوتا ہے جو بخیل ہوتا ہے وہ ڈرتا ہے مال کے خرچ ہو جانے سے وہ بزدل بھی ہوتا ہے فرمایا سینے کے فتنے کے ساتھ قبر کے عذاب کو ملا دیا ہے دونوں ہی گھٹے ہوئے فتنے ہیں۔ حضور نے سنن نسائی سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث بیان فرمائی کہ آنحضرت ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے اے اللہ میں جنون سے اور جذام سے اور برص سے اور ہر بری بیماری سے تیری پناہ مانگتا ہوں فرمایا برص اور جذام جلدی بیماری ہے مگر یاد رکھنا چاہئے کہ بیماریاں اندر سے پھوٹتی ہیں اندر کی بیماریاں ہیں جو باہر سطح پر ظاہر ہوتی ہیں فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر شر جو سینے میں چھپا ہو بدن کے کسی عضو میں نہاں ہو سب شروں سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ اور خاص طور پر اس وجہ سے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بیحد حسین جمیل بنایا تھا اور جس طرح آپ کے دل میں ایک ذرّہ برابر بھی کوئی داغ نہیں تھا آپ چاہتے تھے کہ آپ کے چہرے پر بھی کوئی ذرّہ برابر داغ نہ پڑے۔

فرمایا آنحضرت ﷺ جنوں کی نظر بد اور انسانوں کی نظر بد سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ پھر جب آپ پر سورہ فلق اور سورہ ناس نازل ہوئیں تو آپ نے انہیں کو اختیار کر لیا اور ان کے علاوہ باقی دعاؤں کو اس کے مقابل پر چھوڑ دیا فرمایا جن وانس سے مراد بڑے لوگ اور چھوٹے لوگ ہوتے ہیں فرمایا کہ بڑے لوگ جب کسی کو بد نظر سے دیکھتے ہیں تو اپنی طرف سے جس قدر ہو سکے بلائیں نازل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور چھوٹے لوگ بھی جب نظر بد سے دیکھتے ہیں امیروں کی دولت کو اور ان کی عیش و عشرت کو تو وہ اپنی نظروں کی تلخی سے ہی اس کو مٹانے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ بڑے بڑے انقلاب اس طرح برپا ہوئے ہیں کہ عوام الناس کی نظر بد بڑے بڑے لوگوں پر پڑی ہے فرمایا تو حضور ﷺ قیامت تک نازل ہونے والے فتنوں کا ذکر اپنی دعاؤں میں کرتے تھے اور ہمیں بھی انہیں اختیار کرنے کی نصیحت فرماتے تھے۔ فرمایا حضور ﷺ ناگہانی آفات سے بھی ہمیشہ پناہ مانگتے تھے۔ فرمایا سانپ ہیں بچھو ہیں یہ چھپے ہوئے جنات ہیں جن کے کاٹنے سے انسان بسا اوقات مر بھی جاتا ہے ان کے شر سے ہمیشہ دعا مانگتے رہنا چاہئے اور یقیناً اللہ تعالیٰ غیر معمولی حفاظت فرماتا ہے ایک اور حدیث حضور انور نے سنن ترمذی کتاب الدعوات سے بیان فرمائی کہ حضور ﷺ کی موجودگی میں ایک دفعہ دو شخصوں کے درمیان گالی گلوچ ہو گئی حتی کہ حضور کے چہرہ مبارک سے غصہ ظاہر ہوا۔

اس پر آپ نے فرمایا میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں اگر وہ پڑھے تو اس کا غصہ جاتا رہے گا۔ وہ کلمہ یہ ہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ فرمایا غصہ کا غلبہ بھی دراصل شیطان کا ہی غلبہ ہوتا ہے اور غصہ کے غلبہ میں انسان بعض دفعہ ایسی حرکتیں کر بیٹھتا ہے کہ ہمیشہ پچھتاتا رہتا ہے اور بعض دفعہ اس کو بڑی سخت سزائیں بھی اس کی ملتی ہیں۔

پس حضور اکرمؐ فرمایا کرتے تھے کہ ایسے موقعہ پر اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ پڑھ لیا کرو یہ پڑھتے ہی خیالات اور وساوس سے انسان خدا کی پناہ میں آجاتا ہے فرمایا ادائیگی قرض

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

دعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی اسعد محمود بانی

BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908 - 1968)
AUTOMOTIVE RUBB... CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072
: SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236- 2096. 236 -4696. 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893